معصومیہ کی چند تاریخ ساز شخصیات

محمد فراہیم: ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی

ABSTRACT

The responsibility to preserve and preach Quran & sunnah had been performed by the scholars and spiritual guides after the companions of the Holy Prophet (S.A W.W) and their followers. Hazrat Khawaja Muhammad Masoom Sarhindi (R.A)is also a part of this chain. He was a son and the vicegerent of Hazrat Imam Rabbani Mujaddid Alf Sani Sheikh Ahmed Farooqi Sarhindi (R.A) was a treasure of knowledge and a commentator of Mujaddadi teachings .He worked to promote Mujaddadi teachings and ways in Mughlia state at vast level and preached Allah's message to many people .He struggled to propagate spiritual teachings, Islamic culture and civilization. The books of Hazrat Masoom are the authenticated ways to find other historical personalities and large number of scholars, elites came in his fold and became devotees. In this research article, it is tried to mention some prominent personalities ,who got guidance from Hazrat Masoom sirhindi (R.A)in Mughlia period .In these personalities, including SultanAurangzaib Alamgir many other are included who had a big status but they would always visit Masoom Shah for their reformation.

قرآن وسنت کی حفاظت واشاعت کے عظیم فریضے کو صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے بعد علمائے کرام ومشائخ عظام نے نبھایا۔اور ہر دور میں علمائے کرام ومشائخ عظام کی ایک جماعت نے اس عظیم فریضے کی حفاظت اور اس کی نشر واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اسی سلسلے کی ایک کڑی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کی ذات اقدس ہے آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کے فرزند ثالث وجانشین تھے،آپ جید عالم دین اور مجددی علوم کے حامل شارح تھے آپ نے ایمان وعشق کی دولت اور مجددی فکر ونظر کی دولت سے مالا مال ہو کر اللہ کا پیغام بے شمار انسانوں تک پہنچایا۔اور مخلوق کا رشتہ خالق سے استوار کیا اور قرآن وسنت کو رائج کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا،آپؒ کی زندگی کی تمام تر جدوجہد

اپنے والدگرامی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اصولوں پر مبنی تھی ۱۔قرآن وسنت کے علوم کی ترویج واشاعت ۲۔باصلاحیت اور بااستعداد افراد کی تربیت ۳۔عوام الناس کی اصلاح وتربیت ۴۔اراکین سلطنت مئوثر اصلاحی رابطہ، یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ ان امرائے سلطنت اور شاہی خاندان کے افراد سے مستقل رابطہ رکھا جن کے دلوں میں اسلام کی محبت کسی بھی درجے میں موجود تھی اُن کو نظام حکومت کی اصلاح، بندگانِ خدا کی خدمت اور اسلامی طرز زندگی اختیار کرنے کی طرف مسلسل توجہ دلائی۔آپؒ کی شب وروز کی انتھک محنت وجدوجہد کے سبب امرائے مغلیہ کی ایک فعال اور مستعد جماعت مجددی ومعصومی تحریک کی ہم نوا ہوکر آپؒ کے شریک کار ہوگئی ان میں سے چند اہم تاریخ ساز شخصیات کا مختصر تذکرہ کرنا اس وقت بےعمل نہ ہوگا جس سے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی دینی کاوشوں اور تبلیغی سرگرمیوں کا اندازہ ہوسکے۔

۱۔ سلطان اورنگزیب عالمگیر:

آپ مغل بادشاہوں میں ایک عظیم بادشاہ شاہ جہاں بادشاہ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔آپ کی ولادت ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ بمطابق ۲۴ اکتوبر ۱۶۱۸ء کو احمد آباد اور مالوہ کی سرحد پر واقع دوحد کے مقام پر ہوئی اور ولادت کی تاریخ ''آفتاب عالمتاب'' نکالی گئی تھی ،آپ نے میر محمد ہاشم گیلانی ،ملاّ موہن بہاری ،علامہ سعداللہ (وزیراعظم) مولانا سیّد محمد قنوجی ،شیخ احمد معروف بہ ملاّ جیون امیٹھوی اور دانش مندخان جیسے اساتذہ سے تعلیم وتربیت حاصل کی ،آپ نے مروجہ علوم و فنون میں کامل دسترس حاصل کرنے کے علاوہ عربی ،فارسی ،ترکی اور ہندی زبانوں میں عبور اور عربی وفارسی خط میں کمال حاصل کیا ،اسی کے ساتھ فنون حربیہ ،ملکی آئین ،طریق جہانبانی ودستور فرمانروائی میں ایسی صلاحیت حاصل کی کہ کہنہ مشق حکام افسران بھی حیران رہ گئے ،آپ نے اپنی شہزادگی کے زمانے سے لیکر بادشاہت کے دور تک وہ کارہائے نمایاں سر انجام دیئے اور شجاعت وبہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دنیا آج بھی عش عش کرتی ہے آپ کے ان کارناموں میں سے پر آشوب صوبے دکن کی صوبہ داری کے علاوہ بلخ وبدخشاں ،قندھار اور دکن کی جنگی مہمات نمایاں ہیں۔(۱) آپ ۳۹ سال گیارہ ماہ بیس یوم کی عمر میں یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ بمطابق جولائی ۱۶۵۸ء کو تخت سلطنت پر فائز ہوئے تو آپ نے اپنے پچاس سال دو ماہ ستائیس روز کی بادشاہت کے دور میں کبھی کوئی ایسا حکم صادر نہیں کیا جو رفاہ عامہ کے منافی اور مخلوق کی پریشانی کا باعث ہوا ہو۔آپ نے تخت نشینی کے بعد شراب نوشی ،جوا،اور بازاری عورتوں پر پابندی لگادی۔بچوں کو غلام بنانے یا خواجہ سرا بنا کر بیچنے کے خلاف احکام جاری کئے ،ستی کے عمل کی ممانعت کے احکام جاری کئے۔دربار سے گانے والوں اور شعراء کو ہٹادیا گیا اسّی (۸۰) کے قریب ٹیکس معاف کردئے گئے نیز تمام ممالک محروسہ میں سلطنت کی وسعت کے باوصف شریعت کے احکامات کا اجراء کیا۔آپ نے کتاب وسنت کے احکام کی ترویج کے لئے فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کرائی جس کو آپ کی زندگی کا ایک عظیم الشان کارنامہ کہا جاسکتا ہے(۲) آپ بظاہر ایک تخت نشین بادشاہ تھے لیکن باعمل عالم ،حافظ قرآن ،اور درویش صفت انسان بھی تھے آپ کے اخلاق عالیہ کی ہمہ گیری اور خدا ترسی کی وجہ آپ کی اہل

اللہ سے محبت اور حضرات مجددیہ سے گہرا تعلق تھا۔آپ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر زمانہ شہزادگی میں حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ سے اصلاحی تعلق قائم کر لیا تھا اور یہ اصلاحی تعلق مرتے دم تک حضرات مجددیہ سے قائم رہا،ان میں حضرت خواجہ سیف الدینؒ ،حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ اور حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کے نام بھی قابل ذکر ہیں(۳)

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے کئی مکتوبات آپ کے نام ہیں

- مکتوب ۶۴ دفتر اول میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے سلطان محمد اورنگزیب کو شہزادہ دین پناہ کا لقب دیتے ہوئے قرآن واحادیث کی روشنی میں جہاد اصغر کے فضائل اور جہاد اکبر کے معارف کی شرح کو بیان کیا۔
- مکتوب ۵ دفتر دوم میں سلطان وقت کو حضرت خواجہؒ نے مواعظ ونصائح کے ساتھ فنائے قلب وفنائے نفس کی وضاحت کی۔
- مکتوب ۶ دفتر سوم میں نعمتوں کے شکر ادا کرنے کے بارے میں فرمایا۔
- مکتوب ۱۲۲ دفتر سوم میں سلطان وقت کو سجدہ کے فضائل ،ذکر سے مذکور کی طرف ترقی کی ترغیب دینے کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ کی تنزیہ وتقدیس کے بیان میں تحریر کیا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو تجلیات ومشاہدات واسماء وصفات کے ماوراء ڈھونڈنا چاہئے۔
- مکتوب ۲۲۱ دفتر سوم میں سلطان وقت کی حضرت خواجہ محمد سیف الدین کی صحبت پر شکر ورضامندی کے اظہار پر حضرت خواجہؒ کا اللہ کا شکر بجالانا اور دیگر باطنی رابطوں کے اظہار میں تحریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب نایافت کے باعث دل روتا ہے تو روح یافت کے باعث ہنستی ہے۔
- مکتوب ۲۲۷ دفتر سوم میں اورنگزیب عالمگیر مدظلہ العالی کے نام ان معارف کے بیان میں لکھا جو کہ فنا سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہی:

میر صفر احمد معصومی،مرزا عبید اللہ بیگ داراشکوہی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

”از مقبولانِ حضرت ایشانؓ بوده وبا وجود صحبت مخالف در استقامت بر شریعت ورسوخ بر محبت شیوخ بر کمال داشتہ با وجود قرب دارا شکوه ہم در اظہار کلمہ حق پیش شاه مذکور بی غم واند وه بوده“(٤)

ترجمہ: وہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مقبولوں میں سے تھے مخالف کی صحبت کے باوجود شریعت میں استقامت اور مشائخ کی

محبت میں راسخ تھے، داراشکوہ کے مقرب ہوتے ہوئے بھی وہ اس کے سامنے کلمہ حق کہنے میں بے غم و خطر تھے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے گیارہ مکتوبات مرزا عبید اللہ بیگ کے نام ملتے ہیں۔

مکتوب ۲۵ دفتر اول میں آپ کو فرمایا: کہ بصیرت والے لوگ ہر قطعہ زمین سے مخصوص فیض حاصل کرتے ہیں اور ہر سرزمین سے کوئی کمال اخذ کرتے ہیں

مکتوب ۲۹ دفتر اول میں ''دارشکوہی مکتبہ فکر کے عقائد و عزائم کے بیان کرتے ہوئے صلح کل کی حقیقت کو واضح کیا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد کے فریضہ کے بارے میں احادیث کی روشنی میں ذکر کیا۔ مکتوب ۵۷ دفتر اول میں مرزا بیگ صاحب کی وجد و حال کی کیفیت کا جواب دیا گیا

مکتوب ۱۰۴ دفتر اول میں فنائے نفس کی تحقیق اور شرعی آداب و حدود کی رعایت اور مطلوب جل و علا کے ماوراء ہونے کے بیان میں تحریر کیا،

مکتوب ۱۱۶ میں حق سبحانہ ماوراء ہونا کے بیان میں تحریر کیا۔ مکتوب ۱۲۳ میں مرزا بیگ صاحب کو بلند ہمت کی ترغیب دیتے ہوئے لکھا

''اس شہود کو جو کہ احکام شرعیہ کے آئینوں میں ظاہر ہوتا ہے ان مشہودات کے ساتھ جو اس عالم فانی کے آئینوں میں ظاہر ہوتے ہیں کیا نسبت؟''

اور مزید وضاحت فرمائی۔ مکتوب ۱۳۷ میں ولایت صغریٰ، کبریٰ اور علیا کی وضاحت کرتے ہوئے دیگر باطنی کمالات کا تذکرہ کیا۔ مکتوب ۱۴۱ میں ''وجودِ موہوم کی فنا وجودِ حقیقی کی بقا میں ہے'' کی وضاحت میں تحریر کیا، مکتوب ۱۵۴ اُن کے احوال کی شرح میں تحریر کیا مکتوب ۱۸۲ میں بھی احوال کی تشریح، استفسارات کے جوابات اور حضرت خضرؑ کی حیات و موت کی تحقیق میں تحریر کیا۔ اسی طرح مکتوب ۲۲۴ میں مرزا بیگ صاحب کی بعض مواجید کی شرح اور استفسارات کے حل میں تحریر کیا۔ صاحب انوارِ معصومیہ لکھتے ہیں کہ مکتوب ۱۸۲ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا عبید اللہ بیگ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلفاء میں سے تھے(۵) اور محمد اقبال مجددی صاحب نے بھی مرزا بیگ صاحب کو حضرت خواجہ صاحبؒ کے خلفاء میں شمار کیا ہے(۶)

صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں کہ:

''و مولد و مسکن و مدفن ایشاں معلوم نہ دارم تا در قید قلم در آرم اما غالب با بادشاہ زادہ دارا شکوہ می گزرانیدند و بارہا رخصتش حاصل نمودہ بحضرت سرہند رسیدند و بازبہ رخصت حضرت ایشاں جانب مشار الیہ می دویدند رحمہ اللہ تعالیٰ''(۷)

ترجمہ: (مرزا عبیداللہ بیگ) کے مئولد مسکن اور مدفن کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے کہ کچھ لکھ سکوں، غالب امکان یہی ہے کہ انہوں نے ''اپنی زندگی'' داراشکوہ کو ساتھ گزاری ہے، وہ متعدد مرتبہ ''شہزادہ'' سے اجازت لے کر سرہند شریف حاضر ہوتے اور پھر حضرت خواجہؒ سے رخصت لے کر واپس شہزادہ کے پاس چلے جاتے تھے۔

۳۔ میر غضنفر داراشکوہی:

صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں کہ:

''میر غضنفر داراشکوہی کہ محوِ محبت آں صاحبِ قیومیت بودہ و بہ انواع عنایت حضرت ایشاںؓ سر فراز بہ خلافت مطلقہ ممتاز نیز در شاہ جہان آباد گزشتہ رحمہ اللہ سبحانہ'' (۸)

ترجمہ: میر غضنفر داراشکوہی اس صاحب قیومیت (حضرت خواجہ محمد معصومؒ) کی محبت میں محو تھے۔ حضرت خواجہ کی مختلف عنایات سے سرفراز ہو کر خلافت مطلقہ سے ممتاز کئے گئے وہ شاہ جہاں آباد میں فوت ہوئے رحمۃ اللہ سبحانہ

صاحب روضۃ القیومیہ نے بھی آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلفاء میں شمار کیا ہے (۹) حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات میں سے تین مکتوب میر غضنفر کے نام ہیں۔ مکتوب ۲۱ دفتر دوم میں میر غضنفر کو نصیحت و تنبیہ اور اوقات کی حفاظت کے بارے میں تحریر کیا۔ مکتوب ۴۹ دفتر دوم میر صاحب کو حج کی مبارک باد کے بارے میں تحریر کیا۔ مکتوب ۲۳ دفتر سوم میں میر صاحب کی کیفیات کی شرح اور آپ کی واردات کی تعبیر میں وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا۔

صاحب مآثر الامرا نے الہ وردی خان کے لڑکے غضنفر خان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ داراشکوہ کی لڑائی میں دائیں طرف کی فوج میں تھا جب عالمگیر بادشاہ فتح یاب ہوا تو وہ عالمگیر کی فوج میں شامل ہو کر شاہی عنایات سے سرفراز ہوا، ساتویں سال جلوس عالمگیری میں ٹھٹھ کا صوبیدار مقرر ہوا۔ دس سال جلوس عالم گیری کے آخر میں وہ اجل طبعی سے ٹھٹھ میں فوت ہو گیا (۱۰) مولانا نسیم احمد امروہی نے حاجی حرمین میر غضنفر کے حوالے سے لکھا ہے کہ رضا لائبریری رام پور میں موجود تاریخ محمدی میں ہے کہ میر غضنفر مخاطب بیکہ تاز خان۔ امرائے عالمگیر شاہی میں سے تھے، ۱۱ رمضان ۱۰۹۱ھ کو اجمیر میں فوت ہوئے۔ (۱۱)

مذکورہ بالا حوالہ جات میں چند چیزوں میں اختلاف کے باوجود یہ بات ثابت ہے کہ میر غضنفر نامی شخصیت کا تعلق

دربارِشاہی سے تھا اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مقبولین میں اُن کا شمار تھا۔

۴۔ میر رفعت بیگ گرز دار (قدس سرہ)

صاحب مقامات معصومی تحریر کرتے ہیں:

"وی درکسوت دولت معرفت بدست آوردہ واز دنات علائق خلاصی یافتہ بہ رفعت حقائق پیوستہ وازضیق صوربہ وسعت معانی دل بستہ گرز دارطلائی شاہ جہان بادشاہ بودہ، اما ازفدویان خاص حضرت ایشاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزشتہ وبہ خلافت مطلقہ ممتازگشتہ (۱۲)"

ترجمہ: میر رفعت بیگؒ نے معرفت کی دولت حاصل کی اور علائق کی پستی سے نجات ملی اور حقائق کی بلندی سے پیوستہ ہوئے اور صورتوں کی تنگی سے وسعت معانی سے دل لگایا وہ شاجہاں بادشاہ کی طلائی گرز بردار تھے لیکن حضرت خواجہؒ کے فدویان خاص میں سے گزرے ہیں اور خلافت مطلقہ سے ممتاز ہوئے۔

حضرت محمد معصومؒ نے بھی اپنے ایک مکتوب میں میر رفعت بیگ کی باطنی کیفیات پر مسرت اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا:

"ازاحوال باطن نگاشتہ بودند ازاعراض ازظل و رُوبزوال و نیستی آوردنِ آن و ازظل باصل گرویدن و نیز نوشتہ بودندکہ اکثر اوقات ازسرورآن کیفیت عجیبہ روح میخواہدکہ ازقالب پروازنماید دران وقت عجب حالت بیخودی و نیستی دست میدہدکہ شرح آن ازبیان خارج ست مطالعہ آن محظوظ ومتلذذساخت احوال درست وسنجیدہ است ومبشر حصول حقیقت فناست ہردرجہ کہ ازین دولت میسرآید مبارک ست"(۱۳)

ترجمہ: آپ نے احوال باطن کے بارے میں جو لکھا تھا کہ ظل سے مکمل اعراض کرنے اور اس کے زوال و نیستی کی طرف رخ کرنے اور ظل سے اصل کی طرف مائل ہونے میں اور نیز آپ نے لکھا تھا کہ "اکثر اوقات اس عجیب کیفیت کے سرور سے روح چاہتی ہے کہ قلب سے پرواز کر جائے اس وقت میں بیخودی اور نیستی کی عجیب حالت حاصل ہوتی ہے کہ جس کی شرح بیان سے باہر ہے" اس کے مطالعہ نے محظوظ ولطف اندوز کیا احوال درست وسنجیدہ ہیں اور حقیقت فنا کے حصول کی بشارت ہے اس دولت (نعمت) کا جو درجہ بھی میسر آئے مبارک ہے اس کے علاوہ حضرت خواجہ صاحبؒ نے میر رفعت بیگ کو مکتوب ۳۸، ۴۰ دفتر اول

میں راہ سلوک کے طالب کے لیئے جو امور ضروری ہیں ان کو بجالانے کی ترغیب دی.اور مکتوب ۸۱ دفتر اول میں فرمایا کہ طالب وحدت کے لیئے کثرت کو ترک کرنا ضروری ہے اور مکتوب ۵۲ دفتر سوم میں فنا و نیستی کے حصول کی ترغیب کے ساتھ فرزند میاں لشکری کی تعزیت بھی کی.

۵۔ شیخ محمد یار ملقب بہ خدا پرست خان

میر صفر احمد معصومی لکھتے ہیں کہ:

”شیخ محمد یار کہ ملقب بہ خدا پرست خان بودہ چہار سال از عمر خود در خدمت حضرت ایشان رضی اللہ عنہ صرف نمودہ اسرار واجب الااستتار را محرم گردیدہ بہ خلافت و ارشاد گشتہ مدتہا برآں استقرار داشتہ آخر الامر بادشاہ خلد مکاں بدون درخواست وی بہ منصب سرفراز فرمودہ بہ خدمات امتیاز بخشیدہ و درآنہم کارکشائی جہانیان بہ موافق وسع خود می فرمودہ و در عہد بادشاہ خلد منزل تا ہزار شدہ در بلدہ لاہور سال ہزار و صد بیست و سہ انتقال ازیں عالم فرمودہ و در شاہ جہاں آباد در زیر قدم مبارک مدفون گشتہ رحمہ اللہ سبحانہ رحمۃ واسعۃ“(۱٤)

ترجمہ: شیخ محمد یار ملقب بہ خدا پرست خان نے اپنی عمر کے چار سال حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں گزارے اور پھر واجب استتار اسرار کے محرم بنے اور حضرت خواجہ سے خلافت حاصل کی اور مدتوں اس (تلقین ارشاد) پر قائم رہے آخر بادشاہ خلد مکاں اورنگزیب نے بغیر درخواست کے انہیں منصب سے سرفراز کر کے خدمت کا امتیاز بخشا اور پھر اپنی وسعت کے موافق دنیا کے لیئے آسائش باہم پہنچاتے رہے.اور بادشاہ خلد منزل بہادر شاہ کے عہد میں منصب ہزاری ہوگیا، لاہور شہر میں ۱۱۲۳ھ کو اس دنیا سے انتقال کیا.اور شاہجہاں آباد میں زیر قدم مبارک مدفون ہوئے رحمۃ اللہ سبحانہ رحمۃ واسعۃ.شیخ محمد یار ملقب بہ خدا پرست خان کا حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں مدت اقامت کا تذکرہ مقامات معصومی کی اس تحریر سے ہوتا ہے کہ

”نیز خان مذکور می گفتہ کہ در مدت اقامت من در خدگہلست سراسر سعادت چہاردہ سال باشد(۱۵)

گویا ۱۴ سال کی رفاقت میں مکمل چار سال حضرت خواجہؒ کی خدمت میں رہ کر خلافت کے اہل ہوئے اور دیگر سالوں میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔صاحب روضۃ القیومیہ نے بھی آپ کی خلافت کا تذکرہ کیا ہے

(۱۶) حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات میں سے مکتوب ۲۸ دفتر اول سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ شیخ محمد علیم جلال آبادیؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ) کے حلقہ احباب میں سے تھے اور شیخ صاحب نے ملا یار محمد کی جو کیفیات تحریر کی تو حضرت خواجہ صاحب نے ملا یار محمد کو سرہند شریف لانے کے لئے فرمایا اور مکتوب ۳۲ دفتر اول میں یار محمد کو تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلا شرکت غیرے خالص دین ہی منظور ہے اور ماسویٰ کے تعلق سے سلامت دل مطلوب ہے اور مکتوب ۶۳ دفتر سوم میں محمد یار ''خادم حضرت خواجہ محمد نقشبندؒ'' لکھتے ہوئے آپ کو فنا و بقائے اتم کی خبر دی۔

صمصام الدولہ شاہنواز خان نے مآثر الامرا میں اور خافی خان نے منتخب اللباب میں محمد یار خان بن اعتقاد خان مرزا بہمن یار بن آصف خان یمین الدولہ خان خانان کا تذکرہ موجود ہے لیکن دونوں نے محمد یار خان کے خطاب ''خدا پرست خان'' کا ذکر نہیں کیا لیکن محمد یار خان کی جس طبیعت و مزاج کا ذکر ملتا ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہی محمد یار ملقب خدا پرست خان ہو (۱۷)

۶۔ شیخ میر خوافی :

شیخ میر خوافی صحیح النسب سید تھے۔ عالمگیر بادشاہ کے شہزادگی کے زمانے کے با اعتماد ملازم، رراز دار مشیر اور ہر اول فوج کے سردار تھے۔ داراشکوہ سے آخری معرکہ میں عالمگیری فوج کے ہراول دستے کی قیادت کرتے ہوئے سینے پر گولی کھا کر (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۷ء میں) جان دی۔ عالمگیر بادشاہ کو میر خوافی کے مرنے پر افسوس ہوا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے روضے کے قریب تدفین کروائی اس کے لڑکے میر ابراہیم کو محتشم خان، میر محمد اسحاق کو مکرم خان، اور میر محمد یعقوب کو شمشیر خان کا خطاب ملا (۱۸) صاحب مقامات معصومی تحریر کرتے ہیں۔

> '' و والدوی (نواب مکرم خان) شیخ میر و عمش سید میر از مریدان خاص و فدویان مخصوص حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم) رضی اللہ عنہ گزشتہ اندا ما مکرم خان با برادر بزرگ خود محتشم خان و برادر خرد خود شمشیر خان کہ نام اکبر میر ابراہیم و نام اصغر میر یعقوب بودہ سالہا در حضرت سرہند اقامت ورزیدہ و مرا تا ترک مناصب نمودہ کسب کمال نمودہ اندو پالکی مبارک بر کتف خود ہا بر داشتہ انواع نیازمندی بجا می آوردند و دستار ہا کہ بدست شریف بر سر مبارک بستہ با ینہا عنایت شدہ بود تا اواخر خودہا بہ ہوس صرافت پیش خودہا داشتند و ہر کدام ازیں اخوان ثلاثہ مبشر بہ بشارات ولایات عالیہ است'' (۱۹)

ترجمہ: اس (نواب مکرم خان) کے والد شیخ میر اور چچا سید میر (مخاطب بہ امیر خان) حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے

مریدان خاص میں سے گزرے ہیں لیکن مکرم خان اپنے بڑے بھائی محتشم خان اور چھوٹے بھائی شمشیر خان جن میں بڑے کا نام میر ابراہیم اور چھوٹے کا میر یعقوب تھا کئی سالوں تک سرہند میں قیام کیا اور متعدد مرتبہ اپنے مناصب ترک کر کے کسب کمال کیا. اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی پالکی مبارک اپنے کندھوں پر اٹھائی اور ہر طرح سے نیاز مندی کا اظہار کیا اور اپنے سر پر حضرت خواجہؒ کے دست مبارک سے دستار بندھوائی جو انہیں عنایت کی گئی تھی جو انہوں نے اپنی آخری عمر تک اپنے پاس رکھیں ان تینوں بھائیوں کو ہر قسم کی بشاراتِ ولایات سے مبشر کیا گیا. حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات میں سے چار مکتوب شیخ میر محمد خافی کے نام ہیں مکتوب ۴۸ دفتر اول میں "ذکر وفکر پر ہمیشگی کی ترغیب دی گئی. مکتوب ۴۹ دفتر اول میں "فانی لذت کی تکمیل کے امراض کا علاج اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی تعمیل کی دوا میں ہے" مکتوب ۱۴۷ دفتر اول میں تعمیر اوقات پر ترغیب اور مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے اور حسن خلق کے فضائل کی احادیث کے بیان میں تذکرہ کیا اور مکتوب ۲۱۱ دفتر اول میں وقت عزیز کو اشرف چیز یعنی مولائے حقیقی کی اطاعت وفرمابرداری میں صرف ہونا چاہیئے

۷۔ سید امیر خان خوافی:

سید امیر بھی عالمگیر بادشاہ کا بااعتماد منصب دار اور شیخ میر خوافی کا چھوٹا بھائی تھا جلوس عالمگیری کے چوتھے سال کابل کی صوبیداری اور پانچ ہزار ذات اور پانچ ہزار سوار، دیگر خلعت واشیائے اعزازیہ کے ساتھ نوازا گیا، گیارھویں سال جلوس عالمگیری میں عالمگیر بادشاہ کے حضور اپنے کابل کے منصب سے استعفا دے کر دارالخلافہ دہلی میں اقامت پزیر ہوا، عالمگیر بادشاہ کی بیشمار مہمات کو سرانجام دینے والا یہ سردار جلوس عالمگیری کے تیرھویں سال ۱۰۸۰ھ بمطابق ۷۰-۱۶۶۹ء میں وفات پا گیا لاولد ہونے کی وجہ سے بھتیجوں محتشم خان، مکرم خان، اور شمشیر خان سے تعزیت کی گئی (۲۰)

جیسا کہ اوپر میر خوافی کی تحریر میں گزر چکا ہے کہ آپ بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مریدان خاص میں تھے حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے ایک مکتوب ۱۰۰ دفتر دوم میں آپ کو معرفت کی طرف رغبت دلاتے ہوئے لکھا پس عقلمندوں اور داناؤں کے لیئے ناگزیر ہے. کہ معرفت حاصل کرنے میں دل وجان سے کوشش کریں اور جس جگہ سے بھی اس نعمت کی بو ان کے دماغ میں پہنچے اس کی طرف رجوع کریں اور اسی طرح مکتوب ۲۱۲ دفتر سوم میں صوفی پائندہ محمد کابلی کو دعا "جزاہ اللہ سبحانہ خیر الجزاء" دیتے ہوئے لکھا کہ فقیر کا خط امیر خان کو پہنچا دیا اور کوشش کی، (یہ سب واضح ہوا۔)

حضرت خواجہ سیف الدینؒ بن حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے سید امیر خان کی وفات پر بی بی عرب خانم کے نام تعزیت نامہ لکھا جو مکتوبات سیفیہ میں موجود ہے۔

۸۔ میر ابراہیم محتشم خان:

میر ابراہیم محتشم خان بن شیخ میر خوافی بھی اورنگزیب عالمگیر کے مقرب خاص منصب داروں میں تھا اور مختلف مہمات میں اہم کردار ادا کرتا رہا۔حسن ابدال اور سارنگ پور کی فوج داری، اکبر آباد اور الہ آباد کی صوبے داری اور اورنگ آباد کی حفاظت اور نلدرک کی قلعہ داری بھی شامل ہے۔.منصب چھوڑ کر مدتوں گوشہ نشین بھی رہا جس کی وجہ سے پریشانی کا سامنا بھی رہا (۲۱)

میر ابراہیم محتشم خان بھی اپنے شیخ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں کئی سال سرہند شریف رہے اور ولایت کی بشارت اور دستار بندی کی سعادت اپنے شیخ حضرت خواجہ صاحبؒ سے حاصل کی جس کا تزکرہ شیخ میر خوافی کی تحریر میں گزر چکا ہے حضرت خواجہ صاحبؒ کی کئی مکتوب میر ابراہیم محتشم خان کے نام ملتے ہیں مکتوب ۱۵۰ دفتر دوم میں آپ نے "اوقات کو (ذکر و فکر سے) معمور رکھنے میں اور باقیات صالحات کے حاصل کرنے میں حریص رہنے کی" نصیحت فرمائی. مکتوب ۱۵۱ دفتر دوم "ولایت کبریٰ کی بشارت فقرا کی خدمت اور اہل اللہ کی دلجوئی و رضامندی (جو بہت بڑی سعادت ہے) پر خوشی کا اظہار کیا"مکتوب ۱۵۲ دفتر دوم" آپ کی ولایت کو لطیفہ اخفیٰ کی ولایت تصور کرتا ہے کی بشارت عطا فرمائی۔ مکتوب ۱۷۳ دفتر سوم " کمالات محبت اور اسکی مزید رغبت حاصل کرنے کے بارے میں لکھا'' مکتوب ۱۹۲ دفتر سوم "یہ سب حال کمال درجہ کی باطنی مناسبت اور اتحاد کی خبر دیتا ہے کہ اس مطابق معانی کو جذب کرینگے اور معیت کامل حاصل کرینگے" مکتوب ۲۲۵ دفتر سوم " آپ کے باطنی احوال کی مزید شرح میں تحریر کیا" اس کے علاوہ حضرت خواجہ محمد سیف الدین کے بھی مکتوبات میں بھی آپ کا تزکرہ ملتا ہے.

۹۔ میر محمد اسحٰق مکرم خان

مولانا نسیم احمد امروہیؒ لکھتے ہیں کہ نواب مکرم خان جو لاہور کے گورنر تھے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ہی مرید و معتقد تھے سب کچھ ترک کر کے سرہند شریف تشریف لے آئے اور سالوں سکونت پزیر رہے ایک مرتبہ اورنگزیب عالمگیر نے نواب مکرم خان سے ان کی عمر دریافت کی نواب صاحب نے فرمایا چار سال اورنگزیب عالمگیرؒ یہ سن کر مسکرائے ،نواب مکرم نے ہی دیکھ کر عرض کیا کہ تعجب کی کوئی بات نہیں ہے جتنی مدت اپنے مرشد کی خدمت میں رہا ہوں حقیقت میں تو وہی میری اصل عمر ہے باقی تو وبال آخرت ہے (۲۲)

صاحب ماثر الامراء لکھتے ہیں کہ عالمگیر بادشاہ نے شیخ میر خوافی کی جانثاری کی بدولت ان پر طرح طرح کی نوازشات کیں اور انہیں صاحب زادہ کہہ کر پکارتا اور تربیت کے بعد عمدہ منصب اور مکرم خان کے خطاب سے سرفراز کیا،

مکرم خان نے بھی مختلف مہمات کو سرانجام دیا جس میں درہ جالوش کی مہم میں میر محمد یعقوب شمشیر خان اور بہنوئی میر عزیزاللہ بھی بادشاہ عالمگیر کی جانثاری کا ثبوت دیتے ہوئے کام آئے اور منصب میں داروغگی سے لیکر صوبہ داری کے عہدے تک فائز ہوا آخری عہدہ لاہور کی صوبیداری سے استعفاد ے کر دارالخلافہ میں گوشہ نشین ہوا یہ واقع اکتالیسواں سال جلوس عالمگیری کا تھا (۲۳)

آپ کا دسترخوان تکلفات سے بھرپور ہوتا تھا، آپ نے ۱۲۰ سال عمر پا کر ۱۱۴۸ھ میں وفات پائی (۲۴).

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات بنام نواب مکرم خان کچھ اس طرح ہیں مکتوب ۱۵۳ دفتر دوم میں "محبت کی شرح کو تین توجیہات کے ساتھ بیان فرمائی اور اپنی غائبانہ توجہ کا ذکر اس امید کے ساتھ کیا کہ ولایت کبریٰ کا معاملہ انجام کو پہنچا ہوگا مکتوب ۱۵۴ دفتر دوم میں "نواب مکرم خان کو ولایت موسوی کی خبر دیتے ہوئے باطنی مقامات پر روشنی ڈالی"

مکتوب ۱۵۹ دفتر سوم میں "میر محمد ابراہیم اور مکرم خان کے احوال کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس تھوڑی سی مدت میں اس قسم کا انعام جو عنقائے نادر کا حکم رکھتا ہے آپ دونوں کو عطا ہوا ہے اور برخوردار میر محمد یعقوب کو اپنے احوال لکھنے کی توجہ دلائی مکتوب ۱۶۵ دفتر سوم میں میر محمد اسحق مکرم خان کو محبت کے اسرار بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا اس محبت کو معرفت کی کھڑکی سمجھے اور فیوض مجددی سے کامل حصہ عطا فرمائے مکتوب ۲۲۶ دفتر سوم میں تحریر کیا کی جو بشارت آپ سے بیان کی تھی وہ اب بھی ملاحظہ ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کے تینوں صاحبزادگان حضرت مروج الشریعت اور حضرت خواجہ محمد سیف الدین اور حضرت حجۃ اللہ نقشبند ثانیؒ کے نواب مکرم خان کے ساتھ روابط تھے جس کا ذکر خزینۃ المعارف، مکتوبات سیفیہ اور وسیلۃ القبول میں ملتا ہے۔

۱۰۔ میر یعقوب شمشیر خان

میر محمد یعقوب بن شیخ میر خوافی شجاعت اور بہادری میں دیگر بھائیوں سے زیادہ ممتاز اور شمشیر خان کے لقب سے مشہور تھا، جلوس عالمگیری کے اٹھارویں سال درہ جالوش کی طرف افغان دشمنوں کی مہم میں اپنے بھائی مکرم خان اور بہنوئی میر عزیز اللہ کے ساتھ روانہ ہوا اور ایک بڑے معرکے میں گھاٹی کے دونوں اطراف کے پہاڑوں سے کثیر فوج کے حملے میں بہادری سے لڑتے ہوئے میر عزیز اللہ اور شمشیر خان عالمگیر بادشاہ پر قربان ہوئے (۲۵)

مقامات معصومی کی تحریر سے یہ بات واضح ہو چکی ہے میر محمد یعقوب دیگر بھائیوں کی طرح سرہند میں قیام پزیر رہا اور حضرت خواجہ صاحبؒ سے ولایت کی بشارت اور دستار بندی کی سعادت حاصل کی جس کا ذکر میر خوافی کے تذکرہ میں ہو چکا ہے حضرت خواجہ صاحب کی مکتوبات میں بھی شمشیر خان (۲۶) کا تذکرہ ملتا ہے مکتوب ۱۱ دفتر دوم میں بنام شمشیر خان نفس امارہ کی مخالفت پر حرص کرنا اور اہل سنت و جماعت کی درست آراء کے موافق عقائد کی درستگی اور اسلام کے

پانچوں ارکان کو بجالانے اور طریقہ صوفیہ کے سلوک اور نقشبندی سلسلے کی تعریف میں تحریر کیا مکتوب ۱۵۹ دفتر سوم جو بنام میر محمد ابراہیم اور میر محمد اسحٰق تحریر کیا اس مکتوب میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ ان دونوں بھائیوں کے ذریعے میر محمد یعقوب کو توجہ دلاتے ہیں کہ "برخوردار میر محمد یعقوب قلبی جمعیتِ کے ساتھ رہیں وہ اپنے احوال کے بارے میں کبھی نہیں لکھتے، مکتوب ۱۹۳ دفتر سوم" میں ذکر وفکر کی پابندی اور حق سبحانہ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں سرگرم رہنے جوانی کی قوت کو طاعات وعبادات میں صرف کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

۱۱۔ ابوالمعالی

آپ مرزا اوالی مشہور کے صاحبزادے تھے اور شہزادہ دانیال کے داماد تھے بلاقی بیگم بنت شہزادہ دانیال اس کے نکاح میں تھیں شاہ جہاں کے دور میں سیوستان پھر تربت کی فوجداری اور جاگیرداری پر متعین ہوئے دور عالمگیر میں دربھنگہ (صوبہ بہار) کی فوجداری ملی اور مختلف عطیے تیس ہزار ہاتھی، تین ہزاری ذات، اور دو ہزار سوار کا منصب اور مرزا خان کا خطاب عطا ہوا مورنگ زمیندار کی تنبیہ کے لیئے گورکھپور کے فوجدار اللہ وردی خان کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور اسی علاقے میں ۱۰۷۴ھ بمطابق ۱۶۶۴ء۔۱۶۶۳ء میں انتقال کیا (۲۷)

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے مکتوب ۱۷ دفتر سوم میں مرزا ابوالمعالی کو بعض ضروری نصائح فرمائیں (۱) اس راہ غیب الغیب میں مرشد کامل کی دستگیری کے بغیر راہ چلنا اور سلوک طے کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ (۲) اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) میں کامیابی وترقی کا مدار شیخ مقتدا کی صحبت ورابطہ محبت پر اور اتباع سنت اور بدعت سے اجتناب پر ہے (۳) اگر آپ کا دل چاہے تو اشارہ فرمائیں تو آپ کو شغل ومراقبہ باطن کی تعلیم کے لیئے مولانا عبدالخالق (مجاز حضرت خواجہ صاحبؒ) کو روانہ کردوتا کہ ان کی توجہات سے ترقی کی راہ کھل سکے۔

مکتوب ۵۶ دفتر سوم میں شیخ عبدالخالق کے احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تلوین سے تمکین کے ساتھ جاملے اور مکتوب ۱۰۱ دفتر دوم میں اذکار وادعیہ کے فضائل پر مشتمل رسالہ کے مطالعہ پر ترغیب دی اور طریقہ انابت وطریقہ اجتباء کے درمیان فرق بیان کیا مکتوب ۱۰۴ دفتر دوم میں اذکار واوراد واخذ طریقہ پر رغبت دلانے اور صحبت کی شرائط بیان کی۔

۱۲۔ بختاور خان

صاحب نزہتہ الخواطر اس طرح تحریر کرتے ہیں:

الشیخ الفاضل بخت یاور خان العالمگیری المشهور بختاور خان کان من خاصة عالمگیر و اهل ثقته وملتزی رکابه، خدمه ثلاثین سنة ومنح الفا ً لنفسه وخمسین ومائتین للخیل منصباً سنة خمس و ثمانین و الف، وکان رجلا فاضلا ما هراً فی التاریخ

والسير والانشاء، صاحب عقل و دین، حسن المحاضرہ، کثیر المحبة لأ هل الفضائل، له مصنفات عدیدة مراۃ العالم، کتاب عجیب فی التاریخ (۲۸)

ترجمہ: ''شیخ فاضل بخت یاور خان عالمگیری، مشہور بہ بختاور خان۔ عالمگیر بادشاہ کے انتہائی قریب اور بڑے اثر رسوخ اور علم والے امیر تھے، تیس سال شاہی خدمت میں رہے ایک ہزاری ذات اور دو سو پچاس سوار کا منصب ۱۰۸۵ھ میں عطا ہوا۔ آپ تاریخ اور سیرت اور انشاء کے عالم فاضل، صاحب عقل و دین، تہذیب و اخلاق اور مخلوق کی خیر خواہی میں عدیم المثال اہل فضیلت سے محبت رکھنے والے صاحب تصانیف کثیرہ تھے اور ان کی مشہور تصنیف مراۃ عالم تاریخ پر لکھی ہوئی عجیب کتاب ہے''

مآثر عالمگیری کا مؤلف آپ کا منشی اور دیوان تھا۔ آپ کی وفات جو ۱۵ ربیع الاول ۱۰۹۶ھ کو دکن میں ہوئی. عالمگیر بادشاہ کو بڑا صدمہ ہوا خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ کو کندھا دیا۔ پھر آپ کے جسد کو دہلی بھجوا دیا (۲۹)

مکتوب ۲۴۴ دفتر سوم حضرت خواجہ صاحبؒ بنام بختاور کلمہ "ماعندکم ینفد و ماعنداللہ باقٍ" کے بعض اسرار کے بیان میں تحریر کیا اور اپنی دعا و توجہات کا تزکرہ فرمایا اس کے علاوہ شیخ باقر کے زریعہ بختاور خان کی مشقتوں کے حال پر مسرت کا اظہار کیا۔

۱۳۔ جعفر خان عمدۃ الملک:

جعفر خان بن صادق خان میر بخشی، یمین الدولہ، آصف خان کا بھانجا اور داماد تھا۔ فرزانہ بیگم جو بی بی جیو کے نام سے مشہور تھیں اس کی بیوی تھی، اول زمانے سے شاہ جہاں بادشاہ اس پر مہربان تھا ان کے والد میر بخشی کے انتقال پر محمد اورنگزیب بہادر کو تعزیت کے لیئے بھیجا اور اس کو بھائیوں کے ہمراہ بادشاہ کے حضور پیش کیا۔ قلبی عنایت کے سبب چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کے منصب پر فائز کیا پھر بادشاہ اس کے گھر تشریف فرما ہوا اور دیگر عنایتوں سے بھی نوازا۔ اس کے علاوہ پنجاب کا صوبہ، میر بخشی کا عہدہ، شاجہاں آباد کا صوبہ دار، ٹھٹھ، کا ناظم اور آخر میں وزارت کل کا عہدہ اور قلمدان مرصع مرحمت ہوا، عہد عالمگیری کے دوسرے سال مالوہ کی صوبہ داری اور چھٹے سال وزارت عظمٰی کا عہدہ اس کے سپرد ہوا، عالمگیر بادشاہ نے دو مرتبہ جعفر خان کی حویلی میں قدم رنجہ فرمایا، جلوس عالمگیری کے تیرھویں سال کافی دن بیمار رہ کر ۱۰۸۱ھ میں شاجہاں آباد میں فوت ہوا۔ اس سال بھی عالمگیر دو مرتبہ اس کی حویلی پر ایک دفعہ عیادت اور دوسری دفعہ تعزیت کے لیئے آیا۔ جعفر خان آخر دور کے امراء میں نیک نفسی اور خیر اندیشی کے لیئے بہت مشہور تھا۔ اس کی خوش وضعی اور عالی دماغی کی ہر خاص و عام تعریف کرتا تھا (۳۰)

صاحب نزھۃ الخواطر لکھتے ہیں" وکان رجلا فاضلا کریما بشوشا، طیب النفس، ذکی

الخصال، سلیم الفطرہ، لم یکن فی زمانه مثله فی الذوق الصحیح " (۳۱)

حضرت خواجہ صاحبؒ مکتوب ۹۴ دفتر سوم میں بنام جعفر خان معرفت حاصل کرنے کی رغبت دلاتے ہوئے تحریر فرمایا کہ عقلمندوں اور دانشمندوں پر لازم و ناگزیر ہے کہ اپنے حاصل کار و نقد روزگار میں غور کریں جس کو مذکورہ معرفت حاصل ہے تو اس کے لیئے خوشی و بشارت ہے جو کچھ اس کی پیدائش سے مقصود تھا بجالایا اور انسانی کمال تک پہنچ گیا۔

مکتوب ۹۸ دفتر سوم میں "فنائیت کے حاصل کرنے اور وقت کو معمور رکھنے پر توجہ دلائی۔

مکتوب ۱۱۱ دفتر سوم میں "محبت کے اسرار اور مخلوق خدا کے ساتھ نیکی کرنے کے فضائل بیان تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں میرے مکرم: مخلوق خدا کا رجوع اور ان کی کارگزاری جو کہ عالم اسباب میں آپ کے سپرد کی گئی ہیں ایک بہت بڑا کام ہے ہمت کو جمع اور درست نیت کے ساتھ اس بزرگ کام میں لگ جائیں اور اپنے مالک کے غلاموں اور کنیزوں کے کام بنانے کو اہم کاموں میں سے تصور فرمائیں " مکتوب ۱۲۳ دفتر سوم میں سیر عاشق در معشوق کے راز اور عارف کی وسعت قلب کی وضاحت فرمائی۔

۱۴۔ رعایت خان:

مولانا نسیم احمد امروہیؒ رعایت خان کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہیں کہ تاریخ محمدی میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا تعارف حاصل ہوا۔ رعایت خان از امرائے شاہ جہانی و عالمگیر شاہی در فوجداری سیوستان فوت شد ۱۰۷۳ھ (۳۲)

ترجمہ: رعایت خان، شاجہاں اور عالمگیر دور کے امراء میں سے تھے اور سیوستان (سندھ) میں فوجداری کے عہدہ پر فائز تھے ۱۰۷۳ھ میں وفات پائی

حضرت خواجہ محمد معصومؒ مکتوب ۸۷ دفتر سوم میں آپ کو قضا پر راضی رہنے کے بیان میں فرمایا کہ جو کچھ بندہ پر گزرتا ہے وہ سب تقدیر و ارادہ ازلی سے ہے اور آگے تحریر کرتے ہیں کہ حکماء کا مذہب ہے کہ روزمرہ کے حوادث کو عقل فعال کی طرف کہ جس کو وہ عقل فلک نہم کہتے ہیں، منسوب کرتے ہیں اور اہل اسلام عقل فُعال کے قائل نہیں ہیں اور ایسا کہنے والوں کو گمراہ کہتے ہیں

۱۵۔ تربیت خان:

امرائے مغلیہ میں تربیت خان نام کے کئی اشخاص تاریخ میں ملتے ہیں مگر حضرت خواجہ صاحبؒ کے مکتوب کا عہد شاہ جہانی و عالمگیری کے ان تین امراء میں سے کوئی بھی ایک مکتوب الیہ بن سکتا ہے۔ جن کا تذکرہ مولانا نسیم احمد امروہی نے کیا

(۱) فخر الدین احمد برلاس الخاطب بہ تربیت خان از امرائے شاہ جہانی (متوفی) ۵۳۔۱۰۵۲ھ

(۲) تربیت خان شفیع برلاس (متوفی ۱۰۹۶ھ)

(۳) تربیت خان میر آتش جو آخری عہد خلد مکاں (عالمگیر) میں عہدہ دار ہوئے (۳۳)

ا۔ فخر الدین احمد برلاس:

جہانگیر بادشاہ کے زمانے میں ولایت توران سے ہندوستان آیا اور شاہی عہدے پر سرفراز ہوا شہریار کے ہنگامے میں آصف خان یمین الدولہ کے ہمراہ بہترین خدمات انجام دینے پر بادشاہ کی عنایت کا مستحق ٹھرا.اور شاہ جہاں بادشاہ کے تخت نشین ہونے کے بعد''تربیت خان'' کا خطاب ملا توران کا سفیر،بخشی دوم اور کشمیر کے صوبہ دار کا منصب حاصل کیا جیت پور کی بغاوت وسرکشی کو ختم کرنے کی مہم سر کی، بادشاہ کو بلغ وبدخشاں کے فتح کرنے کا ارادہ ملتوی کرنے کو کہا.جس پر بادشاہ ناراض ہوا،اور جب مہم ناکام ہوئی تو اس کی رائے کی تعریف کیا کرتا،اس کے لڑکوں پر بھی بادشاہ کی عنایت تھی (۳۴)

۲۔ شفیع برلاس مخاطب بہ تربیت خان:

تربیت خان برلاس کا نام شفیع اللہ، ولایت کا رہنے والا تھا،شاہ جہاں کے زمانے میں شاہی ملازمت حاصل کی پھر میر توزک،لاہور قلعے کی حفاظت،توپ خانے کا داروغہ،اودھ کا صوبہ دار جیسے منصب پر فائز ہوااور تربیت خان کا خطاب بادشاہ سے حاصل کیا.دور عالمگیری میں اجمیر کی حکومت،ملتان کا صوبہ دار،ایران کی سفارت،اڑیسہ کی صوبہ داری،اودھ کی حکومت،منصبداران جلو کا داروغہ،صوبہ بہار کا ناظم اور ترہت اور دربھنگہ کی فوجداری جیسے عہدوں پر فائز رہا.آخر چوبیسویں سال جلوس عالمگیری میں وہ جون پور کا فوج دار مقرر ہوااور وہیں اٹھائیس سال جلوس عالمگیری ۱۰۹۶ھ میں انتقال کیا.(۳۵)

۳۔ تربیت خان میر آتش:

اصل نام میر محمد خلیل،داراب خان بنی مختار کا چھوٹا لڑکا ہے عالمگیر بادشاہ کے آخری دور میں جراءت وبہادری کے ذریعہ اپنے ہم عصروں میں شہرت حاصل کی مختلف منصب کو پانے اور مہمات کو سر کرنے کے بعد جلوس عالمگیری کے انچاسویں سال دکن توپ خانے کا داروغہ مقرر کیا اور میر آتشی کا عہدہ بھی برقرار رکھا اورنگزیب عالمگیر کے بعد محمد اعظم شاہ نے بھی اسی منصب کو برقرار رکھا بہادر شاہ کی فتح کو دیکھتے ہوئے،تیراندازی اور بندوق سے فائر کرتے ہوئے اپنے ہاتھی کو آگے بڑھایا ایک تیر سینے پر کھایا اور موت کی آغوش میں جا سویا (۳۶)۔

حضرت خواجہ صاحبؒ مکتوب ۱۶۴ دفتر اول میں تربیت خان کو تحریر فرماتے ہیں کہ طالب خدا اس دنیا میں درگداز کے ساتھ رہتا ہے اور دنیا کی مزمت کے بارے میں ایک جگہ تحریر کرتے ہیں کہ دنیا سراسر جدائی اور غم کا مقام ہے ملاقات کا مقام آخرت ہے حق سبحانہ اپنے اعمال کے ساتھ مشغول رکھے تا کہ وہاں ملاقات کی صورت بن سکے.

۱۶۔ سید علی بارہہ:

مولانا نسیم احمد فاروقیؒ، سید علی بارہہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ تاریخ محمدی میں ایک شخصیت کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے۔

"سید نورالدین علی خان بن سید عبداللہ خان بارہہ از امرائے عالمگیر شاہی در ہمراہی شاہ عالم در جنگ محمد اعظم کشتہ شد (۱۱۱۹ھ) غالباً مکتوب الیہ یہی ہیں (۳۷) حضرت خواجہ صاحبؒ مکتوب ۸۸ دفتر دوم میں بنام سیادت پناہ سید علی بارہہ، اوقات کو معمور رکھنے کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ اوقات کو ذکر وفکر کے ساتھ آباد رکھیں اور مولائے حقیقی جلّ شانہ کی خوشنودیوں کے حاصل کرنے میں جان سے کوشش کریں"۔

مکتوب ۹۵ دفتر دوم میں تحریر فرمایا کے عمل میں اخلاص اور اطمینان نفس صوفیائے کرام کی صحبت سے وابستہ ہے مکتوب ۱۴۴ دفتر دوم میں تحریر کیا کہ وجود بشریت کی نفی کرنا ایمان کا کمال ہے اور اعمال کی ایمان کے بالمقابل کچھ مقدار نہیں ہے اس کی وضاحت فرمائی مکتوب ۷۱ دفتر سوم میں کمالات محبت اور اس کی دقائق کے بیان میں تحریر فرمایا مکتوب ۱۱۳ دفتر سوم میں ایمان غیب کی ایمان شہود پر ترجیح کے بارے میں تحریر کیا۔

۱۷۔ میر ضیاء الدین حسین ملقب بہ اسلام خان

نواب میر ضیاء الدین حسین بن محمد حافظ بدخشی ثم دہلوی، عالمگیر بادشاہ کے محافظ دستے کے سپاہی تھے، عہد شہزادگی اورنگزیب کے سرکاری دیوان رہے، داراشکوہ کے ساتھ برسر پیکار ہونے پر ہمت خان کا خطاب ملا اور جسونت سنگھ پر فتح یاب ہونے پر اسلام خان کا خطاب عطا ہوا، بعد ازاں کشمیر کی صوبہ داری ملی، پانچ ہزار ذات اور تین ہزار سوار کا منصب عطا ہو کر اکبرآباد کی صوبہ داری کے عہدے پر فائز ہوئے اور اس عہدے پر ایک ماہ کا عرصہ بھی نہ گزرا تھا کہ خالق حقیقی کی طرف روانہ ہوئے آپ کی وفات ۱۰۷۴ھ بمطابق ۱۶۶۳ء کو ہوئی۔ آپ کی تدفین آپ کے خواجہ میر محمد نعمانؒ سے بے پناہ عقیدت مندی کی وجہ سے ان کے مقبرہ میں ہوئی اور آپ نے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح میر ابراہیم بن خواجہ میر نعمانؒ سے کیا، اور ایک مسجد اپنی حیات میں مزار میر محمد نعمانؒ کے نزدیک تعمیر فرمائی، عیدگاہ کشمیر بھی آپ ہی کی تعمیر کردہ ہے آپ کے لڑکے کا نام ہمت خان بخشی میر عیسیٰ تھا۔ (۳۸)

صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں کہ:

وکان فاضلا عادلا کریما تقیاً متورعاً متین الدیانۃ مجید الشعر، رحل فی ایامہ عالمگیر الی کشمیر و من شعرہ قولہ (۳۹)

وسعتی پیدا کن اے صحرا کہ امشب در غمش لشکر آہ من از دل خیمہ بیرون می زند

حضرت خواجہ صاحبؒ مکتوب (۱۵) دفتر اول میں میر ضیاء الدین حسین کی خدمت میں تحریر کرتے ہیں کہ طالب و مطلوب کے درمیان سب سے بڑا حجاب طالب کا نفس اور اس کا اپنے ارادوں اور تدبیر کے ساتھ مشغول ہونا ہے۔ (در تو یک یک آرزو ابلیس تست)

مکتوب ۱۶۹ دفتر اول میں تحریر فرمایا کہ عمل سے مایوسی کرم پر اعتماد کو مستلزم ہے۔

مکتوب ۱۴، ۱۵ دفتر سوم میں عشق کے اسرار اور اس کے خواص اور آخرت کی فکر کی طرف توجہ دلائی۔

۱۸۔ لطف اللہ بن سعید خان (میرزا)

میرزا لطف اللہ جملۃ الملک سعد اللہ خان کے بڑے صاحبزادے تھے، عہد عالمگیر میں اس حد تک ترقی کی کہ اکیسویں سال جلوس عالمگیری میں آپ کو پالکی میں سوار ہو کر قلعہ میں آنے کا اعزاز ملا، تین ہزار ذات، اور دو ہزار، سوار کا منصب، اور نقارہ ملا اور بیجاپور کی صوبہ داری پر فائز ہوئے آپ قابلیت وکمال میں شہرہ آفاق وشجاعت و بہادری میں نمایاں تھے، بے شمار نمایاں کارنامے آپ کی ترقی اور امارت سے کسقدر زیادہ تھے لیکن وضع کی سبکی اور بے جا تکلف مانع رہا کہ جو آپ کے مزاج میں تھا آپ کا ۱۱۱۴ھ بمطابق ۳-۱۷۰۲ھ میں انتقال ہوا (۴۰)

حضرت خواجہ صاحب مکتوب (۱۰۰) دفتر اول مں بعض نصیحتوں کے ساتھ طریقہ عالیہ کا ماحصل بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کے ہمارے بزرگوں کا ماحصل سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب، اللہ کی بارگاہ میں عجز و نیستی کے وصف کے ساتھ دائمی توبہ و حضور ہے۔

مکتوب (۱۷۶) دفتر اول میں "فنا معرفت کے لئے شرط ہے اور اعلیٰ وارفع حقیقی دولت کے حاصل کرنے پر ترغیب دینے کے بارے میں تحریر فرمایا۔

۱۹۔ عرب بخاری (شیخ)

عرب شیخ بن طاہر خان کو جلوس علمگیری کے نویں سال مغل خان کا خطاب ملا، اس کے بعد عرض مکرر کا داروغہ، گرز برداروں کا داروغہ اور میر توزکی کا عہدہ اور طلائی عصا اور دو ہزاری منصب پر سرفراز ہوا اور مختلف خدمات و مہمات کو سرانجام دینے کے بعد جلوس عالمگیری کے اٹھائیسویں سال، مالوہ کی صوبیداری، ذوالفقار نامی ہاتھی اور تین ہزار پانچ سو ذات اور تین ہزار سوار کا منصب مرحمت ہوا، اور اسی سال کے آخر ۱۰۹۶ھ بمطابق ۱۶۸۵ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا لڑکا، جو غیرت اور شرافت نفس کی صفات سے متصف تھا، والد کا خطاب ملا، آصف جاہ فتح جنگ والی دکن کا ہم زلف تھا (۴۱)

تاریخ محمدی (قلمی) میں عرب شیخ کے حوالے سے یہ الفاظ ملتے ہیں:

"عرب شیخ مخاطب بہ مغل خان ابن طاہر خان از امرائے عالمگیری ۲۲ رمضان ۱۰۹۶ھ درصوبہ داری مالودہ فوت شد" (۴۲)

صاحب روضۃ القومیہ لکھتے ہیں کہ آپ شیخ نوراخون درویزہؒ کے مخصوص مرید تھے جو شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے اور صبح وشام مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ میں مشغول رہتے اور بہت سی مستقیم الاحوال تھے (۴۳)

حضرت خواجہ صاحبؒ مکتوب (۱۵۵) دفتر اول میں شیخ عرب کو برادر عزیزم کہہ کر فرماتے ہیں کہ:

ظاہر کی تعمیر باطن کی تخریب ہے اور مزید آگے تحریر کرتے ہیں کہ احوال سنجیدہ اور پسندیدہ ہیں خاص کر حالت نماز کی کیفیات بہت عمدہ اور انتہا کی خبر دینے والی ہیں۔

مکتوب (۲۹) دفتر دوم میں اغیار سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ طالب حق کی صحبت رکھیں اور اس کے آنے سے ڈرتے رہیں ایسا نہ ہو کہ حبّ جاہ وریاست پیدا ہو اور خفیہ طمع جگہ بنالے اور مقصدِ عظیم میں خلل ڈالدے۔

مکتوب (۶۶) دفتر دوم کا نفس مضمون مکتوب (۱۵۵) دفتر اول جیسا ہی ہے۔

۲۰۔ اعظم خان میر محمد باقر عرف ارادت خان

آپ کا تعلق عراق کے ایک قدیم شہر ساوہ کے سادات خاندان سے تھا، آصف خان مرزا جعفر کے داماد ہونے پر جہانگیر سے روشناس ہوا اور سیال کوٹ، گجرات اور پنجاب کا فوج دار مقرر ہوا، پھر یمین الدولہ آصف خان کے وسیلے سے ترقی کا زینہ، خانساماں کا عہدہ، پندرھویں سال جلوس جہانگیری میں کشمیر کی صوبہ داری اور پھر بادشاہ کے حضور پہنچ کر میر بخشی کے بلند عہدے پر پہنچ کر طے کیا، عہد شاہ جہانی میں یمین الدولہ کے زیر سایہ پنج ہزاری ذات وسوار کے منصب اور علم نقارہ اور میر بخشی کے عہدوں سے ترقی کرتا ہوا وزارت دیوان اعلیٰ اور دوسرے سال شاہ جہانی جلوس میں صوبجات دکن کا گورنر مقرر ہوا اور تیسرے سال اسے اعظم خان کا خطاب ملا اور چوتھے سال جلوس شاہ جہانی میں قلعہ دکن کو جو اپنی مظبوطی اور قلعہ داری کے سامان کے لحاظ سے مشہور تھا فتح کر کے فتح آباد نام رکھا (اسی وجہ سے اس کے نام کے آگے فتح آبادی بھی ملتا ہے) اور منصب چھ ہزاری ذات وسوار پر فائز ہوا، جلوس شاہ جہانی کے پانچویں سال بنگالہ کا صوبہ دار، آٹھویں سال الہ آباد کا گورنر، نویں سال گجرات کا گورنر مقرر ہوا اور کئی سال اس کے نظم وضبط میں مشغول رہا، پھر اسلام آباد متھرا کی جاگیر عطا ہوئی اور بہار کا گورنر مقرر ہوا پھر اکیسویں سال جلوس شاہ جہانی میں کشمیر کی صوبہ داری اور بائیسویں سال جونپور کی سرکار اسے سپرد ہوئی اور اسی سال چھتر سال عمر پا کر ۱۰۵۹ھ بمطابق ۱۶۴۹ء میں وفات پائی، اور جونپور میں تدفین ہوئی،

اس کی لڑکی شہزادہ شجاع کے نکاح میں تھی جس کے بطن سے سلطان زین العابدین ہوا، اس نے خود بھی بڑی عزت و آبرو سے زندگی گزاری اور یہی مقام اس کی نسل در نسل برقرار رہا (۴۴) حضرت خواجہ صاحبؒ مکتوب (۶۹) دفتر دوم میں محمد باقر فتح آبادی کو عشق حقیقی اور مجازی کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عشق حقیقی کا تعلق سننے اور جاننے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اور باطن کا حصہ ہے اور فرماتے ہیں کہ اس عشق حقیقی کا اثر معشوق میں فنا ہونا اور ماسوا سے آزاد ہو جانا ہے جبکہ عشق مجازی جو کہ چوں و چند سے تعلق رکھتی ہے اور ظاہر کا حصہ ہے اسلئے بے قراری و بے آرامی زیادہ ہوتی ہے اور تفصیل سے وضاحت فرمائی۔

۲۱۔ مرزا محمد ہادی

صاحبِ نزھۃ الخواطر تحریر کرتے ہیں کہ:

الا میر الفا ضل محمد هادی بن رفیع الدین الفارسی ، احد الرجال المشهورین فی الهند، تقرب الی شجاع بن شاه جهان الدهلوی ولازمه زمانا، ثم اعتزل عنه " کهجوه " عندلقاء الفئستین و تقرب الی عالمگیر بن شاه جهان فا عطا ه الفین نفسه و خمسائة للخیل منصباً و لقبه "هادی خان (۴۵)

ترجمہ: امیر فاضل محمد ھادی بن رفیع الدین فارسی، ہندوستان کے مشہور لوگوں میں سے ایک تھے ایک عرصہ شجاع بن شاہ جہاں دہلی کی خدمت میں رہے پھر ان سے علیحدگی اختیار کر لی، کھجوہ کے مقام پر عالمگیرؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے عالمگیر بن شاہ جہاں نے آپ کو دو ہزار ذات اور پانچ سو گھوڑوں کا منصب اور " ہادی خان" کا لقب عطا فرمایا۔

حضرت خواجہ صاحبؒ مکتوب (۴) دفتر دوم میں بنام مرزا ہادیؒ نسبت فنا کے حصول پر ترغیب دی اور ضروری نصیحتوں میں یہ بھی فرمایا

۱۔ ذکر پر اسقدر مداومت کریں کہ مذکور کے ماسوا ہر چیز سینہ سے رخصت ہو جائے۔

۲۔ اعمل و استغفر۔

۳۔ فضل خدا پر بھروسہ رکھ

۴۔ سنت نبویؐ پر قائم رہ۔

۵۔ اور حبِّ مشائخ پر ثابت قدم رہ تا کہ ہمیشہ ان کے باطن سے فیوض وانوار حاصل ہوں"

مکتوب (۵۱) دفتر سوم میں وحدت کے طالب کے لیئے کثرت کا ترک کرنا لازمی ہے اور اتباع سنت اور رد

بدعت پر ترغیب کے حوالے سے تحریر کیا.

۲۲۔ ممریز خان

ممریز خان بن عیسیٰ خان نیازی، خان جہاں لودھی کے ساتھیوں میں سے تھے شاہ جہاں کے دور ۱۰۴۰ھ میں جب خان جہاں لودھی باغی ہو کر دھولپور کے نزدیک پہنچا تو شاہی دستہ سے مقابلہ ہوا جس میں بہت سے آدمی مارے گئے ان میں ممریز خان بھی تھے.(۴۶)

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے مکتوب ۲۱۶ دفتر اول میں ممریز خان کے نام فنا حاصل کرنے پر ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہر حال میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد کے ساتھ وابستہ رہیں اور اس کہ ماسوا سے روگرداں رہیں، اس کی حضوری وآگاہی اس حد تک پیدا ہو جائے کہ اگر تکلف سے بھی ماسوا کو یاد کرنا چاہیں تب بھی یاد نہ آئے۔

۲۳۔ سید نور بحر بارہہ

تاریخی محمدی میں نور بحر بارہہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے،

سید نور بحر بارہہ مخاطب بہ سیف خان از امرائے عالمگیر شاہی در شاہ جہان آباد فوت شد (۱۱۰۸ھ). (۴۷)

حضرت خواجہ صاحبؒ کے مکتوب ۹۶ دفتر دوم میں سید نور بحر کو معرفت پر رغبت دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جوانی کا دور عمر کا اشرف حصہ اور بڑھاپے کا دور ناقص حصہ ہے جبکہ معرفت الٰہی اشرف چیز ہے اسے اشرف حصہ کے بجائے ناقص حصہ کے حوالے کرنا افسوس کا مقام ہے۔

مکتوب(۹۹) دفتر دوم میں نصائح کے ساتھ یاداشت کے معنی کی تحقیق میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یاداشت کی حقیقت مقامات سلوک کی تکمیل سے تعلق رکھتے ہیں۔

مکتوب(۴۵) دفتر سوم میں اوقات کو ذکر واوراد سے معمور رکھنے، وظائف بندگی کی ادائیگی، معرفت کے حصول اور اس کی طلب اور آخرت کا زادِراہ تیار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

مکتوب(۱۶۶) دفتر سوم میں پانچوں لطائف پر توجہ کرتے رہنے کی تلقین کے ساتھ ماثور دعاؤں کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔

۲۴۔ ہمت خان میر عیسیٰ میرن

میر ضیاء الدین حسین ملقب بہ اسلام خان بدخشی کے قابل فرزند ہمت خان میر عیسیٰ میرن بچپن ہی سے عالمگیر

بادشاہ کی شفقتوں سے مالا مال رہے اور شاہی تربیت میں پرورش ہوئی س، آپ اول وقت سے ہی سلیم النفس، نیک ذات، کریم الاخلاق اور خیر خواہِ خلائق جیسے اوصاف کی وجہ سے اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے ہر نوع کے ارباب ہنر ان کی محفل میں باریاب و کامیاب تھے، ممتاز علماء اور نکتہ پرواز شعراء کا اس کے پاس ہجوم رہتا تھا، فصیح و بلیغ نظم و نثر اس کی یادگار ہیں، ہندی زبان کا ماہر اور میرن تخلص تھا۔ جسونت کی لڑائی میں دو ہزار منصب اور ہمت خان کا خطاب ملا پھر آگرہ کے نواح کی فوج داری ملی پھر نویں سال جلوس عالمگیری میں گرز برداروں کی داروغگی پر مقرر رہا، بارہویں سال دیوان خاص کا داروغہ مقرر ہوا اس کے بعد تین ہزار منصب اور بخشی گری سوم کے عہدہ پر فائز ہوا، چودھویں سال بخشی دوم، پندرھویں سال اکبر آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا، سترہویں سال غسل خانے داروغی، انیسویں سال الہ آباد کا صوبے دار مقرر ہوا، اور ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا، چوبیسویں سال بخشی اول کے جلیل القدر خدمت پر فائز ہوا، ۵ محرم ۱۰۹۲ھ بمطابق ۱۴ جنوری ۱۶۸۱ء میں شدید مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کیا، اس کے لڑکے محمد مسیح مرید خان اور روح اللہ نیک نام خان عالمگیری دور میں اچھے عہدے پر فائز رہے (۴۸) حضرت خواجہ صاحبؒ مکتوب ۶۱۸ دفتر اول میں ہمت خان کو حقیقی سالک کی پرواز کے بارے میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عارف کے لیئے تمام امور ترقی کا زینہ ہو جاتے ہیں اور آیت کریمہ " **واذکر ربک اذانسیت** " کی تاویل میں تحریر کیا۔

مکتوب ۱۲۴ دفتر دوم میں (۱) مقصدِ پیدائش بندگی کے وظائف بجالانا (۲) مطلوبِ بندگی معرفت کا حصول (۳) طریقہ زندگی اوامر ونواہی کی ادائیگی، اس کے علاوہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ کثرت ذکر اہم کاموں میں سے ہے اور پرہیز گاری و تقویٰ عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔

۲۵۔ سلطان عبدالرحمٰن بلخی:

عبدالرحمٰن بلخی سلطان نزر محمد بلخی کے چھٹے نمبر کے فرزند تھے، بلخ و بدخشاں کے حکمرانوں کی بغاوت کی وجہ سے شہزادہ مراد بخش کو بھی بلخ کی مہم دی گئی، ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء میں شہزادہ مراد بخش بن شاہ جہاں نے بلخ کو فتح کیا اور حراست میں آئے ہوئے سلطان نزر کے بیٹے بہرام و عبدالرحمٰن اور پوتے رستم ولد خسرو کو لہراسپ خان کے حوالے کر دیا، ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں شہزادہ مراد بخش کے استعفیٰ دینے پر سعد اللہ خان کو بلخ کی ذمہ داری عطا ہوئی، سعد اللہ خان نے شاہ جہاں بادشاہ کے حکم سے نزر محمد خان بلخی کے اہل خانہ کو شاہ جہان آباد روانہ کیا، شاہ جہاں نے نزر محمد خان کے اہل خانہ کو شاہی نوازشات سے نوازا جبکہ عبدالرحمٰن اور رستم کو کم عمر ہونے کی وجہ سے سو روپیہ یومیہ مقرر کر کے تربیت کے لیے داراشکوہ کے سپرد کیا، سعد اللہ خان کے واپس آنے پر بلخ و بدخشاں کی مہم شہزادہ عالمگیر کے سپرد ہوئی اور کچھ ہی عرصے میں وہاں کے سارے باغیوں کو مطیع بنالیا، جب بلخ نزر محمد خان کو واپس کیا تو اہل خانہ میں سے جانے والوں میں عبدالرحمٰن بھی تھا، نزر محمد خان نے عبد

الرحمٰن کوغوری کی ولایت دی، جس پر اس کے بھائی سبحان قلی نے اُس کے خلاف بغاوت کی اور قید کیا، قید فرار ہو کر شاہ جہاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور چار ہزاری ذات اور پانچ سوسوار کا منصب، گھوڑا، ہاتھی اور دیگر شاہی نوازشات کا مستحق ہوا اور شاہ جہانی کے پچیسویں جلوس میں اُسے بنگالہ میں تعینات کیا گیا۔ عالمگیر اور شجاع کی لڑائی کے بعد عالمگیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مدتوں پنج ہزاری کے منصب پر خدمات انجام دیتا رہا۔(۴۹) اورنگزیب عالمگیر کے توسط سے عبدالرحمٰن سلطان اور سلطان کی منکوحہ شاہ توزان کی بیٹی ایلور بیگم نے بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کی سعادت حاصل کی، حضرت قیوم ثانیؒ عبدالرحمٰن سلطان پر نہایت مہربان تھے حتیٰ کہ جب سلطان ہند نے بلخ کی سلطنت اُسے دینی چاہی لیکن اُس نے صاف انکار کر کے حضرت امام معصومؒ کی خدمت کو اختیار کیا اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے وصال تک سلطان آپ کی خدمت میں رہا۔ سلطان عبدالرحمٰن کی قبر حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے روضہ مبارک کے صفہ کے جنوب میں سنگ رخام کی بنی ہوئی ہے "شرف المکان بالمکین" اس کے حق میں صادق آتا ہے۔(۵۰)

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات میں سے تین مکتوب سلطان عبدالرحمٰن کے نام ہیں۔

مکتوب ۱۴۱ دفتر سوم میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے پر ترغیب دی۔

مکتوب ۱۳۹ دفتر سوم میں قلب انسانی کے کمالات کا تذکرہ کیا۔

مکتوب ۱۴۵ دفتر سوم میں ذکر کی فضیلت اور ان کے احوال کی شرح میں تحریر کیا۔

مکتوبات سیفیہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان عبدالرحمٰن نے حضرت خواجہ سیف الدینؒ اور آپ کے صاحبزادگان، مفتی محمد باقر لاہوریؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ) اور ملّا شاہ محمد پٹنہ (خلیفہ حضرت خواجہ سیف الدینؒ) کی صحبت بابرکت سے استفاضہ کیا۔(۵۱)

۲۶۔ محمد میرک بیگ بدخشی گرز بردار:

محمد میرک بیگ بدخشی گرز بردار حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت و ارادت رکھتے تھے۔ محمد میرک بیگ نے اپنے ایک عریضہ میں حضرت خواجہ صاحبؒ سے درخواست کی کہ اپنا کوئی خلیفہ ہماری تربیت کے لئے بھیج دیں تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

"معلوم شریف باشد حقائق و معارف آگاہ اخوی اعزّی شیخ محمد صادق از اخصّ اصحاب و خلص احباب این جانب ست بلکہ ازراہ ولادت معنوی داخل فرزندان ماست بالتماس شما روانہ آن حدود نمودہ شدہ است امید کہ یاران و دوستان ازصحبت شار الیہ مستفید و مستفیض خواہند شد"(۵۲)

ترجمہ: آپ کو معلوم ہو کہ حقائق ومعارف آگاہ برادر عزیز محمد صادق اس جانب کے خاص الخاص اصحاب و مخلص ترین احباب میں سے ہیں اور ولادتِ معنوی کے ذریعہ سے ہمارے فرزندوں میں داخل ہے آپ کی درخواست پر ان کو اس علاقہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے امید ہے کہ رفقاء واحباب آں موصوف کی صحبت سے مستفید و مستفیض ہونگے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ کے مکتوبات میں مذکورہ بالا مکتوب کے علاوہ تین مکتوب محمد میرک بیگ بدخشی کے نام ملتے ہیں مکتوب ۱۱۲ دفتر دوم میں تقویٰ و پرہیز گاری کی طرف رغبت دلانے اور اپنے اوقات کو وقت وحال کی مناسبت سے مشغول رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

مکتوب ۴۹ دفتر سوم میں فرمایا ''مطلوب حقیقی کو آفاق وانفس کے ماوراء تلاش کرنا چاہیے اور سلوک وجذبے کے ماوراء الگ جانا چاہیے اور بیرون اور اندرون عالم کے ماسوا طلب کرنا چاہیے''۔

مکتوب ۶۰ دفتر سوم میں فرمایا ''جو کچھ فرع رکھتی ہے وہ اصل سے ماخوذ ہے اگر محبت رکھتی ہے تو اس کی محبت کا ایک گھونٹ ہے اور اگر شوق رکھتی ہے تو تو اس شوق کا ایک شرارہ ہے، فرع خود کسی چیز میں استقلال نہیں رکھتی''

۲۷۔ محمد شاہ گرز بردار:

محمد شاہ گرز بردار اور شیخ ابوالمظفر برہانپوری کی بیعت وارادت مرزا امان اللہ برہان پوری خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے تھی۔ مرزا امان اللہ برہانپوری نے مولانا ابوالمظفر اور محمد شاہ کی کیفیات حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں تحریر کی، حضرت خواجہ صاحبؒ نے مکتوب ۲۴ دفتر اول میں مرزا امان اللہ برہانپوری کو جواب دیتے ہوئے محمد شاہ کے متعلق لکھا کہ:

> ''واقعاتیکہ محمد شاہ دیدہ روشن است ظاہر ابقطب وقت خیلے مناسبت دارد واز انوار و برکات او امیدوار است حق سبحانہ از قوہ بفعل آرد وقائع مبشرات اند بزرگان ما بران اعتماد تمام ننہادہ اند آنچہ دریقظہ رودہد از آن این کس است'' (۵۳)

ترجمہ: جو واقعات کہ محمد شاہ نے دیکھے ہیں وہ واضح ہیں، بظاہر وہ قطب وقت کے ساتھ بڑی مناسبت رکھتا ہے اور اس کے انوار وبرکات سے امیدوار ہے حق سبحانہ وتعالیٰ قوت سے فعل میں لائے، واقعات بشارات ہیں، ہمارے بزرگوں نے ان پر اعتماد کلی نہیں رکھا ہے جو کچھ بیداری میں پیش آئے وہ اس شخص کی ملکیت ہے۔

جب مرزا امان اللہ برہانپوریؒ کا وصال ہوا تو حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے محمد شاہ اور شیخ ابو المظفر سے اُن کے شیخ کی تعزیت کرتے ہوئے لکھا:

"اللہ تعالیٰ برادرانِ طریقت را ازیں واقعہ ہائلہ صبر جمیل و اجر جزیل کرامت کناد وجود اہل اللہ رحمت است ہم در حالت حیوۃ وہم بعد ممات فیوض و برکات کہ در حیوۃ شان مفاد، مستفاد است بعدممات شان نیز امیدوارآن باید بود و باید دانست کہ این فیوض و برکات تازمانے فائض است کہ در طریقہ شیخ احداثی واقع نشدہ است وچوں امور محدثہ در طریقہ پیدا شد کہ در حیوۃ شیخ نبود راہ فیض مسدود گشت در رنگ بدعتی کہ در دین پیدا شود و انوار سنت بسبب آن قلت پذیرد وپس بر یاران آنجانی ناگزیر است کہ محافظت طریقہ شیخ خود نیک ضایند واحدثی وران نکنند ونوعی زندگانی نمایند کہ دریک دیگر فانی باشند وحلقہ ذکر را بر سنن سابق برپا دارند واوقات را معمور دارند و در کسب خیرات مبادرت نمایند و دراتیان طاعت سابقت کنند وسابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ الآیہ و خدمت فرزندان ایشان را سعادت خود شناسد وارضائے ایشان را بر وجہ مشروع امر عظیم دانند واین فقیر را بدعاے ایمان یاد نمایند انشاء اللہ تعالی درماہ ذی الحجہ از اینجا بسفر حجاز انتقال واقع می شعود۔(۵۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ برادرانِ طریقت کو اس ہولناک واقعہ سے صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے اہل اللہ کا وجود زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی رحمت ہے۔ جن فیوض و برکات کا اُن کی زندگی میں افادہ واستفادہ کیا جاتا ہے اُن کی وفات کے بعد بھی اُن کا امیدوار رہنا چاہیے اور جاننا چاہیے کہ یہ فیوض و برکات اس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک کہ شیخ کے طریقہ میں کوئی نئی بات واقع نہ ہوئی ہو اور جب طریقے میں نئے امور پیدا ہو جائیں جو کہ شیخ کی زندگی میں نہیں تھے تو فیض کا راستہ بند ہو جاتا ہے اس بدعت کی طرح جو دین میں پیدا ہو جائے اور اس کی وجہ سے سنت کے انوار میں کمی واقع ہو جائے پس اُس جگہ کے دوستوں کے لیے لازم ہے کہ اپنے شیخ کے طریقہ کی حفاظت کریں اور اس میں کوئی نئی بات پیدا نہ کریں اور اس طرح پر زندگی گزاریں کہ ایک دوسرے سے فانی ہوں اور ذکر کے حلقہ کو سابقہ طریقوں پر قائم رکھیں اور اوقات کو (اوراد و وظائف سے) آباد رکھیں اور نیکیوں کے حصول میں جلدی کریں اور طاعات کے بجالانے میں ایک دوسرے

پر سبقت کریں ''تم اپنے رب سے مغفرت اور جنت طلب کرنے کی طرف سبقت کرو'' (الآیہ) اوران کے صاحبزادوں کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھیں اور مشروع طریقہ پران کی خوشنودی حاصل کرنے کو بہت بڑا امر جانیں اور اس فقیر کو ایمان کی دعا کے ساتھ یاد کرتے رہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ میں اس جگہ سے حجاز کے سفر پر روانگی واقع ہوگی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کی مذکورہ بالاتحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا امان اللہ برہانپوری کا وصال ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ سے پہلے کسی ماہ میں ہوا جبکہ مقامات معصومی میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالمظفر برہانپوری نے اپنے شیخ کی اجازت سے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی صحبت اختیار کرلی تھی (۵۵) یقیناً شیخ مرزا امان اللہؒ نے محمد شاہ کو حضرت خواجہ صاحبؒ سے رابطہ کی نصیحت فرمائی ہوگی جس کی تصدیق حضرت خواجہ صاحبؒ کے ان مکتوبات سے ہوتی ہے مکتوب ۳۱ دفتر دوم محمد شاہ کو ذکر کی ترغیب اور بلند ہمتی کی طرف رہنمائی کی، مکتوب ۴۵ دفتر دوم میں کمینی دنیا کی مذمت میں اور معرفت الٰہی کے حاصل کرنے پر ترغیب دی اور اسی طرح مکتوب ۱۵۷ دفتر دوم میں مختلف کیفیات کی شرح بیان کرتے ہوئے اکابر کے طریقہ سلوک طے کرنے کا مقصد حجابات کا دور کرنا اور اسلام کی حقیقی صورت کو ظاہر کرنا ہے تحریر کیا۔

۲۸۔ شمس الدین خان خویشگی:

آپ نظر بہادر کے صاحبزادے تھے شاہ جہانی بادشاہ کے بیسویں سال وادی کانگڑہ کی فوجداری پر مامور ہوا اور ۲۵ ویں سال جلوس شاہ جہانی میں پندرہ سو ذات اور پندرہ سو سوار کے منصب پر فائز کر کے اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ قندھار کی مہم پر تعینات کیا، ۲۷ ویں سال جلوس شاہجہانی میں جونا گڑھ کی فوجداری اور چند محلات کی جاگیرداری پر مقرر ہوا پھر دکن کی مہم پر اورنگزیب عالمگیر کے پاس بھیج دیا گیا، جہاں اس نے نمایاں خدمات سرانجام دی۔ عالمگیر نے اپنی بادشاہی دور میں شمش خان کو دو ہزار سوار اور تین ہزار ذات کے منصب پر فائز کیا، شمس خان نے امیر الامرا شائستہ خان کے ہمراہ قلعہ چاکند کی فتح میں اہم کردار ادا کیا اور حملے کے دن آگے بڑھ کر قلعے کو فتح کیا، وقت مقررہ پر اس کا انتقال ہوا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات میں مکتوب ۳۶ دفتر اول شمس الدین خان خویشگی کے نام ہیں (۵۶) جس میں ظاہری و باطنی گناہ کی وضاحت میں تحریر کیا۔ اس مکتوب سے شمس الدین خان خویشگی کی حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے ارادت کا پتہ چلتا ہے۔

۲۹۔ فرزانہ بیگم مخاطب بہ بی بی جیو یا بیگم جیو:

آپ ملکہ شاہجہاں ممتاز محل کی بہن، یمین الدولہ اور آصف خان کی بیٹی اور جعفر خان عمدۃ الملک بن صادق خان

میر بخشی کی زوجہ تھیں، اور بی بی جیو کے نام سے مشہور تھیں آپ کے بارے میں صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں:

"فرزانہ بیگم اہل خانہ جملۃ الملکی جعفر خان بہ مرضی گرفتار گردیدہ کہ حکماء با قتدار از معالجہ اش دست بر داشتہ حکم بہ اجل مسما اش نمودند و صلحامی روزگار نیز مایوس مطلق گردیدہ آیت "ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید" بر زبان حال آوردہ خبر از قضامی مبرم بہ گوش آنہا رسانیدند جعفر خان قاصد با مبلغ نیاز برای ختم خواجہامی بزرگوار قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم در خدمت حضرت ایشاں فرستادہ و تمام حقیقت نوشتہ (۵۷)

ترجمہ: جملۃ الملک جعفر خان کی اہلیہ فرزانہ بیگم ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوئیں کہ ماہر اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور اس کی موت کی اطلاع دے دی اور دوسرے صلحاء بھی اس سے کامل مایوس ہو گئے آیت کریمہ میں ہے "میرے ہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں" بیان کر کے قضائے مبرم کا فیصلہ اُن تک پہنچایا" جعفر خان نے ایک قاصد کے ہاتھ نیاز بھیج کر خواجگان بزرگوار قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے ختم کی حضرت "خواجہ محمد معصومؒ" سے درخواست کی اور ساری حقیقت حال لکھ کر سلامتی کی بشارت طلب کی۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے جعفر خان کو اُن کی اہلیہ کی بیماری پر صحت کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"دریوزہ شفاء بیمار فرمودہ بودند اخوی شیخ محمد علیم دریں ولا و بیشتر ہم این ماجرا را بتفصیل نوشتہ بود آنچہ وظیفہ فقرا ست ازدعا و توجہ بیش از بیش نمودہ آمد و آثار اجابت ہم معلوم شد و ختم حضرت خواجہائے عالیشان نیز با جماعہ درویشان بکرّات کردہ شدہ ختمہا روشن ظاہر گشت انشاء اللہ تعالیٰ صحت ست امیدواریم کہ پیش از رسیدن این مرقوم رو بصحت آمدہ باشد (۵۸)

ترجمہ: آپ نے بیمار کی صحت یابی کی دعا کے لیے کہا تھا، برادرم شیخ محمد علیم نے ان دنوں میں اور پہلے بھی اس قصہ کو تفصیل کے ساتھ لکھا تھا دعا اور توجہ جو کچھ فقراء کا معمول ہے اس میں کوتاہی نہیں کی گئی، درویشوں کی جماعت کے ساتھ بار ہا پڑھا گیا ختمات نورانی ظاہر ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہے ہم امیدوار ہیں کہ اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی رو بصحت ہو گئے ہونگے۔

جب جعفر خان نے اپنی اہلیہ کی صحت یابی کا حال حضرت خواجہ صاحبؒ کو لکھا تو آپؒ نے جواب دیا:

"درباب شفا یافتن عصمت پناہ تاج المخدرات کہ قلمی فرمودہ بودند دوستان را

سبب خوشدلی و خورمی گردید الحمد للہ سبحانہ علی ذالک وعلی جمیع نعماہ امیدواریم کہ بقیہ ضعف کہ ماندہ است آن ہم برود وصحت کلی پدیر آید فقیر در دعا و توجہ کہ وظیفہ فقرا است بتقصیر راضی نیست و دراوقات مرجوہ باین امر خطیر اشتغال وارد" (۵۹)

ترجمہ: آپ نے عصمت پناہ تاج مستورات کی شفایابی کے بارے میں جولکھا تھا دوستوں کے لیے خوشی و مسرت کا باعث ہوا" اس پر اور اللہ سبحانہ کی تمام نعمتوں پر اس کا شکر ہے، ہم امیدوار ہیں کہ کمزوری کا باقی حصہ جورہ گیا ہے وہ بھی جاتا رہے گا اور صحت کاملہ حاصل ہوگی، فقیر دعا و توجہ میں جو کہ فقراء کا معمول ہے کو تاہی نہیں کرتا اور دعا کے مقبول اوقات میں اس امر عظیم میں مشغول رہتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے مکتوب ۸۹ دفتر سوم میں بیگم جیو (بی بی جیو) سلمہا اللہ تعالیٰ کے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ "اوقات کو ذکر وفکر کے ساتھ اس حد تک معمور رکھیں کہ دل کو ماسوا سے کلی قطع تعلق حاصل ہو جائے اور اس کا علمی وحبی تعلق اس (ماسوائے حق) سے ٹوٹ جائے اور کلمہ طیبہ کے تکرار کے ساتھ وجود بشریت کی نفی کرتی رہیں گی اور اپنے آپ سے تعلقات سلب کریں گی یہاں تک کہ عدم محض کے ساتھ جا ملیں اور حقیقی فنا تک پہنچ جائیں" اس کے علاوہ آپ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا "امید ہے کہ اُن کے انفاس نفیس کی برکت سے انفسی دشمنوں سے بھی رہائی پالیں گے اور ان (انفسی دشمنوں کی مزاحمت کے بغیر ترقیات حاصل کریں گی اور مراتب قرب تک پہنچ جائیں گی۔

۲۹۔ جانان بیگم:

جانان بیگم کے بارے میں صاحب نزھۃ الخواطر لکھتے ہیں کہ:

"بنت الامیر الکبیر عبد الرحیم بن بیرم خان خانخانان المشہور، ولدت و نشات فی مہد الامارہ، وبلغت من اعلم والکمال رتبۃ لم تصل الیہا الرجال فضلا عن النساء، زوجہا السلطان جلال الدین اکبر بن ھمایون الگورگانی بولدہ دانیال ووجہ الی ارض گجرات فمات بہا، فعاشت بعد ذلک مدۃ طویلۃ ولم ترغب الی النکاح قط حتی قیل ان السلطان جہانگیر بن اکبر شاہ المذکور اراد ان یستنکحہا فلم تقبلہ، تشرفت بالحج والزیارۃ ولہا تفسیر علی القرآن الکریم وابیات رائقۃ بالفارسیۃ منہا قولہ عاشق زخلق عشق تو پنہان چساں کند پیدا است از دو چشم ترش خون گریستن توفیت سنۃ سبعین والف" (٦٠)

ترجمہ: جانان بیگم بنت امیر کبیر عبدالرحیم خانخاناں بن بیرم خان خانخاناں آپ نے امارت کے ماحول میں ولادت وتربیت پائی۔علم وکمال میں اس درجے کوپہنچ گئی تھیں جس میں عورتیں تو کیا مرد بھی مشکل سے پہنچ سکتے ہیں سلطان جلال الدین اکبر بن ھمایوں اکگورگانی نے آپ کا نکاح اپنے بیٹے شہزادہ دانیال سے کر دیا تھا بعد میں ''شہزادہ دانیال کو'' گجرات بھیجدیا وہاں اس کا انتقال ہوگیا۔آپ کے بعد بہت عرصہ زندہ رہیں اور نکاح کی طرف رغبت نہیں کی یہاں تک کہ کہا گیا کہ بادشاہ جہانگیر آپ سے نکاح کا خواہاں ہوا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا۔بعدازاں حج وزیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئیں اور قرآن کریم کی تفسیر لکھنے کی سعادت بھی حاصل کی شاعری کا ذوق بھی رکھتی تھیں ایک شعر ملاحظہ ہو:

عاشق زخلق عشق توپنہاں چساں کند ☆ پیدا است ازدوچشم ترش خون گرسیتن

''عاشق مخلوق سے تیرا عشق کس طرح سے پوشیدہ کرو ☆ اُس کی دونوں نم آنکھوں سے خون کے آنسو بہانا ظاہر ہے

۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات میں دو مکتوب جاناں بیگم کے نام ملتے ہیں مکتوب ۲۳ دفتر اول میں آپؒ نے توحید کی اقسام اور اس کے ہر مرتبہ کے متعلقہ معارف کو اُس کی شرح کے ساتھ تحریر کیا'' اور مکتوب ۵۴ دفتر اول میں مصیبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ محبوب کا تازیانہ ہے جو کہ محبّ کو ماسوا کی طرف التفات کرنے سے باز رکھتا ہے اور صرف محبوب کی جانب رہنمائی کرتا ہے اور عشق کے اسرار کے بارے میں تحریر کیا۔

حضرت خواجہ محمد سعیدؒ نے مکتوب (۵۶/۱۱۲۔۱۱۵) میں جاناں بیگم کے چند مکاشفات کی تعبیر وحقیقت کو واضح کیا اور اپنی تشریحات کی مزید وضاحت کے لیے میر نعمان بدخشی سے رجوع کرنے کو کہا اور متروکہ سنت کی اہمیت وفضیلت کا بھی تذکرہ کیا۔(۶۱)

۳۱۔ شہزادی روشن آرا بیگم:

شہزادی روشن آرا بیگم نے تزکیہ نفس کے حصول کے لیے اپنے بھائی عالمگیر بادشاہ کے توسط سے حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کی سعادت حاصل کی (۶۲) اور حضرت خواجہ صاحبؒ سے خط وکتابت کے ذریعہ رابطہ رکھا میر صفر احمد معصومیؒ اپنی والدہ محترمہ صفیہ بیگم بنت حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے روایت کرتے ہیں:

''درآں ایام نشان بادشاہزادہ قدسیہ روشن آرا بیگم رحمہا اللہ سبحانہ کہ مشتمل بر نیازمندی تمام بودہ رسیدہ کہ درواں بیت مندرج نمودہ، من کیستم کہ باتو دم دوستی زنم چندین سگاں کوی تو یک کمترین منم۔ایں بیت را بر زبان مقدس آوردہ فرمودند کہ در طبقہ

سلاطین علی الخصوص در مستورات ایں طور محبت شیوخ که نمونه محبت الہیٰ است عنقا مغرب است فضل لم یزلی شامل حال است که ظہور امور عجیبه در عہد ما جلوه گر گردیده و معرفت الہیٰ مطلوب از ایجاد نوع بنی آدم است به وساطت ما بہر شاه و گدا رسیده ذلک فضل الله یو تیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم (٦٣)

ترجمہ: انہی دنوں عفت مآب شہزادی روشن آرا بیگم رحمہا اللہ سبحانہ کا ایک عریضہ جس میں کامل نیاز مندی کا اظہار کیا گیا تھا موصول ہوا، اس میں یہ شعر درج کیا گیا تھا:

من کیستم که باتو دمی دوستی زنم چندیں سگاں کوی تو یک کمترین منم

آپ نے یہ شعر اپنی زبان مبارک سے پڑھا اور فرمانے لگے کہ طبقہ سلاطین خاص طور پر مستورات میں مشائخ کے ساتھ اس قسم کی محبت جو کہ محبت الٰہی کا نمانہ ہے، بہت ہی کمیاب ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو کہ شامل حال ہے اس قسم کے عجیب امور میرے زمانے میں جلوہ گر ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت جو کہ تخلیق آدم کی غایت اولیٰ ہے۔ ہمارے وسیلہ سے شاہ و گدا تک پہنچ رہی ہے "یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے"۔

جب حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد سیف الدینؒ کو عالمگیر بادشاہ اور دربار شاہی کے دیگر افراد کی اصلاح کے لیے بھیجا تو شہزادی روشن آرا نے اپنا اصلاحی تعلق حضرت خواجہ سیف الدینؒ سے قائم کیا، مکتوبات سیفیہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ سیف الدینؒ نے شہزادی صاحبہ کو منازل سلوک طے کرا کر خواتین کی روحانی تربیت کی ذمہ داری بھی عطا کی۔ شہزادی روشن آرا بیگم نے ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء میں وفات پائی اور حضرت خواجہ سیف الدینؒ نے عالمگیر بادشاہ سے آپ کی تعزیت کی (٦۴)

مذکورہ بالا امر کے علاوہ دیگر وہ امرا جو حضرت خواجہ صاحبؒ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے ان میں نامدار خان بن جملۃ الملکی جعفر خان، طاہر خان، قباد خان، ترکتاز خان، سرانداز خان، تیرانداز خان، قطب خان خویشگی، الہداد خان خویشگی، الہداد خان ترین ملقب بہ ترین خان بن شمشیر خان، اختیار خان، حاجی خان، قلعہ دار کابل شرزہ خان، دیوان کابل ارشد خان، امانت خان، دیانت خان، عبداللہ خان قلعہ دار اکبرآباد، مسعود خان فوجدار اکبرآباد، اہل اللہ خان ولد سعید خان بہادر، سید عبدالرحیم خان، مرزا خان، میاں معقول، شمشیر خان، مراد بخش دیوان کابل سید یعقوب خان وغیرہ بھی شامل ہیں (٦۵)

☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

(۱)۔ میاں صاحب حضرت مولانا سیّد محمد، علمائے ہند کا شاندار ماضی حصہ اول ص ۲۷۷ تا ۲۹۳ جمیعت کمپوسنگ سینٹر رحمان پلازہ نیو اردو بازار لاہور۔ اگست ۲۰۰۸ء

(۲)۔ شاہ صاحب، سیّد زوار حسین، انوار معصومیہ ص ۳۷۸، ادارہ مجددیہ، ناظم آباد نمبر ۳

(۳)۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی حصہ اول ص ۱۸۵، انوار معصومیہ ص ۴۸، ۳۷۸

سرہندی خواجہ محمد احسان مجددی، روضۃ القیومیہ قیوم ثانی ص ۱۰۱، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۲۰۰۲ء،

مجددی محمد اقبال مقامات معصومی جلد اول ص ۱۳۶ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، کراچی پاکستان، اکتوبر ۲۰۰۴ء

(۴)۔ معصومی، میر صفر احمد، مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۵۶، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، کراچی پاکستان، اکتوبر ۲۰۰۴ء،

مجددی محمد اقبال (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۵۹۴، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، کراچی پاکستان، اکتوبر ۲۰۰۴ء

(۵)۔ انوار معصومیہ ص ۳۸۵

(۶)۔ مجددی محمد اقبال، مقامات معصومی جلد چہارم (تعلیقات وتوضیحات) ص ۴۲۰ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، کراچی پاکستان، اکتوبر ۲۰۰۴ء

(۷)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۵۷ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۵۹۶

(۸)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۹۹ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۶۳۸، ۶۳۹

(۹)۔ روضۃ القیومیہ قیوم ثانی ۳۷۵

(۱۰)۔ صمصام الدولہ، شاہنواز خان، ماثر الامرا جلد دوم ص ۵۶۶، ۵۶۷، اردو سائنس بورڈ ۲۹۹ اپر مال لاہور ۲۰۰۴ء

(۱۱)۔ امروہی، مولانا نسیم احمد، مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص وترجمہ ص ۳۵، دار الفکر۔ سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ پاکستان ۲۴ مئی ۱۹۴۰

(۱۲)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۸۲ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۶۲۱

(۱۳)۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب ۷۶، ص ۱۲۱ (اردو ترجمہ) مکتوب ۷۶ ص ۱۴۲، ۱۴۳

(۱۴)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۵۰۵

(۱۵)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۳۲۷ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۴۲۵

(۱۶)۔ روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۳۷۰

(۱۷)۔ صمصام الدولہ، شاہنواز خان، ماثر الامرا جلد سوم ص ۴۳۴ تا ۴۳۶، اردو سائنس بورڈ ۲۹۹ اپر مال لاہور ۲۰۰۴ء

خافی خان نظام ملک، ہاشم علی خان، منتخب اللباب حصہ سوم ص ۳۴۰ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی ۱۹۸۵ء

(۱۸)۔ ماثر الامرا جلد دوم ص ۴۴۰، ۴۴۱

(۱۹)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۵۰۹ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۶۵۱، ۶۵۲
(۲۰)۔ ماثر الامرا جلد دوم ص ۳۱۸، ۳۱۹
(۲۱)۔ ماثر الامرا جلد دوم ص ۳۹۸، ۳۹۹
(۲۲)۔ مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص و ترجمہ ص ۲۰
(حضرمیرزا مظہر جان جاناںؒ (متوفی ۱۱۹۵ھ) نے مقامات مظہری میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے)
(۲۳)۔ ماثر الامرا جلد دوم ص ۴۲۷، ۴۲۸
(۲۴)۔ انوار معصومیہ ص ۳۷۱
(۲۵)۔ ماثر الامرا جلد دوم ص ۴۴۱، ماثر الامرا جلد سوم ص ۴۲۸
(۲۶)۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے زمانے میں شمشیر خان نام کی تین شخصیتیں تھیں۔
(۱)۔ شمشیر خان بن علی خان ترین (متوفی ۱۰۸۳ھ: ان کے متعلق تاریخ محمدی قلمی رضا لائبریری رام پور میں ہے از کبار علمائے شاہجہان و عالمگیری در قلعہ داری کابل فوت شدو پدرش در ۱۰۳۵ھ گزشت۔
(۲)۔ شمشیر کان ابن شیر خان (متوفی ۱۰۵۲ھ یا ۱۰۵۳ھ): یہ امرائے شاہجہانی میں سے تھے (تاریخ محمدی)
(۳)۔ میر محمد یعقوب مخالف بہ شمشیر خان بن شیخ میر بن بیر محمد جان خوافی۔ یہ بھی امرائے عالمگیری میں سے تھے جنگ افغانان کابل میں مقتول ہوئے (تاریخ محمدی)
مولانا نسیم احمد امروہی نے مکتوب نمبر ۱۱ دفتر دوم کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ مکتوب الیہ غالباً میر محمد یعقوب مخاطب بہ شمشیر خان ہیں (مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص و ترجمہ ص ۲۴) اسی طرح سیّد زوار حسین شاہ صاحبؒ نے مکتوب ۱۱ دفتر دوم اور مکتوب ۱۹۳ دفتر سوم کے مکتوب الیہ کو میر محمد یعقوب سے منسوب کیا ہے۔ (انوار معصومیہ ص ۳۹۵)
(۲۷)۔ ماثر الامرا جلد سوم ص ۳۴۴ تا ۳۴۶
(۲۸)۔ لکھنوی، علامہ عبدالحئی ندوی، نزہۃ الخواطر الجز خامس ص ۱۰۰، طیب اکیڈمی بیرون بوھڑ گیٹ ملتان
(۲۹)۔ انوار معصومیہ ص ۳۷۴
(۳۰)۔ صمصام الدولہ، شاہ نواز خان، ماثر الامرا جلد اول ص ۳۶۸ تا ۳۷۰، اردو سائنس بورڈ ۲۹۹ اپر مال لاہور ۲۰۰۴ء
(۳۱)۔ نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۱۱۸
(۳۲)۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص و ترجمہ ص ۱۳ (بحوالہ تاریخ محمدی قلمی، رضا لائبریری رام پور)
(۳۳)۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص و ترجمہ ص ۱۲
(۳۴)۔ ماثر الامرا جلد اول ص ۳۳۷ تا ۳۳۹
(۳۵)۔ ماثر الامرا جلد اول ص ۳۴۲ تا ۳۴۴
(۳۶)۔ ماثر الامرا جلد اول ص ۳۴۵ تا ۳۴۸
(۳۷)۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص و ترجمہ ص ۵۹

(ماثر الامرا جلد سوم ص ۷۶ا مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی میں ان کو حسن علی خان اور حسین علی خان کا بھائی بتایا ہے)

(۳۸)۔ ماثر الامرا جلد اول ص ۱۵۲ تا ۱۵۵ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص وترجمہ ص ۲۱۳، ۲۱۴

(۳۹)۔ نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۱۹۹

(۴۰)۔ ماثر الامرا جلد سوم ص ۱۱۲ تا ۱۱۴

(۴۱)۔ ماثر الامرا جلد سوم ص ۳۸۴، ۳۸۵

(۴۲)۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص وترجمہ ص ۴۴

(۴۳)۔ سرہندی خواجہ محمد احسان مجددی، روضۃ القیومیہ، قیوم اول ص ۵۶۶، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۲۰۰۲ء

(۴۴)۔ ماثر الامرا جلد اول ص ۱۲۵ تا ۱۲۸

(۴۵)۔ نزحۃ الخواطر، ج ۵، ص ۴۲۸

(۴۶)۔ انوار معصومیہ ص ۳۹۶

(۴۷)۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ تلخیص وترجمہ ص ۶۰ (بحوالہ تاریخ محمدی قلمی رضا لائبریری رام پور)

(۴۸)۔ ماثر الامرا جلد سوم ص ۵۶۹، ۵۷۰

(۴۹)۔ ماثر الامرا جلد دوم ص ۵۳۰، ۵۳۱، منتخب اللباب حصہ دوم ص ۲۰۶، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۶ مقامات معصومی (مقدمہ) جلد اول ص ۱۹۰

(۵۰)۔ روضۃ القیومیہ قیوم ثانی ص ۱۱۷

(۵۱)۔ مقامات معصومی (مقدمہ) جلد اول ص ۱۹۱

(۵۲)۔ سرہندی حضرت خواجہ محمد معصومؒ، مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب نمبر ۲۴۰ ص ۲۸۶، محترم لالہ اسرار محمد خان ۳۷۰ گارڈن ویسٹ کراچی، شاہ صاحب، حضرت مولانا سیّد زوار حسین، مکتوبات معصومیہ (اردو ترجمہ) مکتوب ۲۴۰ ص ۳۲۴، ادارۂ مجددیہ ۵/۱۲ پیچ ناظم آباد ۳ کراچی ۱۹۸۶ء

(۵۳)۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب نمبر ۲۴ ص ۹۸ (اردو ترجمہ) مکتوب ۲۴ ص ۴۳

(۵۴)۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب نمبر ۳۹ ص ۷۲، ۷۳ (اردو ترجمہ) مکتوب ۳۹ ص ۸۱، ۸۲

(۵۵)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۴۸ (اردو ترجمہ) جلد دوم، ص ۵۸۴

(۵۶)۔ ماثر الامرا جلد دوم ص ۴۴۵

(۵۷)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۲۱۰ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۲۷۷

(۵۸)۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب نمبر ۹۴ ص ۱۳۸، ۱۳۹ (اردو ترجمہ) مکتوب ۹۴ ص ۱۶۲

(۵۹)۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب نمبر ۱۱۱ ص ۱۵۴ (اردو ترجمہ) مکتوب ۱۱۱ ص ۱۷۹

(۶۰)۔ نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۱۳۵

(۶۱)۔ مقامات معصومی (مقدمہ) جلد اول ص ۱۹۶

(۶۲)۔ روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۱۰۵

(۶۳)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۲۴۴ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۳۱۷

(۶۴)۔ فاروقی، حضرت مولانا ابوالحسن زید، حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص ۲۳۶، ۲۳۷، شاہ ابوالخیر اکیڈمی دہلی نمبر ۶ ۱۹۷۷ء
مقامات معصومی (مقدمہ) جلد اول ص ۱۹۷، ۱۹۸،

(۶۵)۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۵۱۰ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۶۵۳، ۶۵۴

☆☆☆